روبوٹ
انوار صدیقی

روبوٹ

انوار صدیقی

دنیا پر تسلط حاصل کرکے حکمرانی کرنے اور زیر اثر قوموں کے وسائل کو اپنی ترقی کے لیے استعمال کرنا ہمیشہ سے بڑی قوتوں کا مطمع نظر رہا ہے۔ تاریخ میں انسانی میں ان گنت واقعات ایسے ہیں کہ جب بڑی طاقتوں نے کسی قوم کو حقیر سمجھ اس پر حملہ کیا تو بظاہر چیونٹی کے مانند نظر آنے والے لوگوں نے ہاتھی جیسی طاقت رکھنے والے حملہ آور دشمنوں کو ناکوں چنے چبوا دیے۔ جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا، حملہ آوروں کے پینترے بھی بدلتے چلے گئے۔ آج بڑے بڑے لاؤ

www.urdurasala.com

www.urdurasala.com

لشکر اور سامان حرب کے بجائے چند مہرے ہی جنگ کا نقشہ بدل ڈالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایسے ہی سرکش دشمنوں کی داستان، جنہوں نے اپنے مشن کو کامیاب بنانے کے لیے ایک انوکھی راہ اختیار کرلی تھی۔

مادر وطن کے دفاع کے لیے سر پر کفن باندھ لینے والے

بے خوف جاں نثاروں کی داستانِ شجاعت

جہاز کے عرشے پر قدم رکھنے والا آخری مسافر اپنے حلیے اور لباس کی تراش خراش کے اعتبار سے بظاہر کوئی سیاح ہی لگ رہا تھا۔ ملکہ الزبتھ کے زمانے میں اسٹیج پر کام کرنے والے مشہور اداکاروں کی طرح اس کی قلمیں بھی کنپٹی پر کان کی لوتک دراز اور آخر میں ساٹھ ڈگری کے زاویے سے ترچھے انداز میں تراشیدہ نظر آ رہی تھیں۔ فرنچ

www.urdurasala.com

کٹ داڑھی بھی اس کے بیضوی ساخت کے چہرے پر خاصی نمایاں اور بھلی لگ رہی تھی۔ آنکھوں پر سنہری فریم کا سن گلاس موجود تھا۔ جس کے مرکزی شیشوں کی وجہ سے اس کی آنکھیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ اس کی بھوئیں بے حد موٹی گھنی اور سیاہی مائل بھورے رنگ کی تھیں۔ دھوپ کی تمازت سے بچنے کی خاطر اس نے گولف کھیلنے والوں جیسی بڑے چار خانوں والی ٹوپی پہن رکھی تھی جو اس کے تھری پیس لائٹ گرے کلر کے سوٹ سے میچ کر رہی تھی۔ وہ چھریرے بدن اور دراز قد کا ایک آسودہ حال اور خوش پوش شخص تھا۔ جس کی عمر کا تخمینہ پچاس اور پچپن کے درمیان لگایا جا سکتا تھا۔ اپنے داہنے ہاتھ سے اس نے امریکن ٹورسٹر نما ہینڈ کیری کا ہینڈل تھام رکھا تھا جبکہ بائیں ہاتھ پر پیک بلیو کلر کا جیکٹ نما رین کوٹ جھول رہا تھا۔ اس کے جلد کی رنگت گندی تھی۔ وہ ٹھوس اور کسرتی بدن کا مالک تھا۔ جس

انداز میں وہ تھوڑے وقفے سے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے دبانے لگتا تھا وہ اس بات کی علامت تھی وہ سخت گیر طبیعت کا مالک ہے۔ اپنی وضع قطع کے اعتبار سے وہ مشرق وسطیٰ کے کسی علاقے کا باشندہ لگتا تھا۔

جہاز پر قدم رکھنے کے بعد وہ عرشے پر ہی کھڑا اس طرح آسمان پر منڈلانے والے ہلکے سرمئی رنگ کے بادلوں کو دیکھنے میں محو تھا جیسے آئندہ چوبیس گھنٹوں میں پیش آنے والے موسمی حالات کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کا چہرہ کسی قسم کے جذبات کی ترجمانی سے یکسر عاری تھا۔ جہاز پر اس کے سوار ہونے کے بعد خلاصی اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔ مسافروں کو عرشے تک لانے والی سیڑھی اٹھالی گئی اب برتھ پر موجود جہاز کے عملے کے کارکن اسے لنگر اٹھائے جانے کے بعد حسب معمول کنارے سے دور دھکیلنے کی

کوششوں میں مصروف تھے جبکہ جہاز پر موجود کارندے موٹے موٹے رسوں کو اپنی جانب کھینچ رہے تھے۔

بیس منٹ بعد جہاز کے کپتان کے اشارے پر انجن اسٹارٹ کیا گیا اور جہاز سمندر کی لہروں میں تلاطم پیدا کرتا اور جھاگ اڑاتا کھلے سمندر کی طرف اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ آسمان پر اڑنے والے دودھیا رنگ کے سمندری بگلے کچھ دیر تک اپنی مخصوص آواز نکالنے کے ساتھ جہاز کے اوپر منڈلاتے رہے پھر واپس ساحل کے ساتھ جہاز کے اوپر منڈلاتے رہے پھر واپس ساحل کی سمت لوٹ گئے۔ عرشے پر کام کرنیوالے کارندوں کے علاوہ مسافروں کی نقل و حرکت بھی بتدریج کم ہونے لگی۔ اس وقت شام کے دھندلکے اپنا دامن پھیلانے لگے تھے اس لیے روانگی کے بیس منٹ بعد جہاز پر آنے والا آخری مسافر اس وقت عرشے پر ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا دور خلاؤں میں

کچھ تلاش کرنے کی کوششوں میں مصروف تھا جب عملے کے ایک بارودی کارندے نے اس کے قریب آ کر انتہائی مہذب انداز میں مخاطب کیا۔

"کیا میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں؟"

"تم۔۔۔" چھریرے بدن اور دراز قد والے مسافر نے آسمان سے نظر ہٹا کر اپنے مخاطب کی طرف دیکھا "تم میری کیا مدد کرنا چاہتے ہو؟"

"میرا اندازہ اگر غلط نہیں ہے تو آپ پہلے یا دوسرے درجے کے مسافر ہیں"۔ جہازی کارندے نے جواب دیا "آپ اگر پسند فرمائیں تو میں آپ کو آپ کے کیبن تک پہنچا دوں"۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" دراز قد مسافر کے لہجے میں تلخی اتر آئی "کیا تمہارا تجربہ یہی کہتا ہے کہ میں نے پہلی بار کسی بحری جہاز کا

سفر اختیار کیا ہے؟''

''میرا نام آرتھر جوزف ہے''۔ جہازی کارندے نے بدستور مہذب لہجے میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ''عملے کے افراد کے علاوہ میرے بیشتر واقف کار بھی مجھے صرف جوزف کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ سی ماسٹر پر مسافروں کو خوش آمدید کہنا اور ان کی ہر ممکن مدد کرنا میرے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ اگر آپ کو میری مداخلت ناگوار خاطر گزری ہو تو میں معذرت خواہ ہوں لیکن میرا ناقص مشورہ یہی ہے کہ اگر آپ ہلکے پھلکے ہو کر۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ اپنے سامان کو کیبن میں رکھنے کے بعد جہاز پر چہل قدمی کے ذوق سے لطف اندوز ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا۔۔۔ سی ماسٹر پر آپ جیسے معزز کرم فرماؤں کے لیے تفریح طبع کے وہ تمام سامان موجود ہیں جس کی توقع کی جاسکتی ہے''۔

دراز قد شخص نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا ایک لمحے بعد اس نے اپنا مرکری گلاس والا چشمہ آنکھوں سے ہٹایا تو اس کی آنکھوں کے تاثرات بھی اس کو سخت گیر طبیعت کا مالک ظاہر کرنے میں کسی بخل سے کام نہیں لے رہے تھے۔ چند ثانیے تک وہ آرتھر جوزف خشمگیں نظروں سے گھورتا رہا۔ انداز کچھ ایسا ہی تھا جیسے وہ جوزف کو اپنی شخصیت سے مرعوب کرنے کا خواہاں ہو پھر یکلخت اس کی پیشانی پر نظر آنے والا کھنچاؤ ختم ہوگیا۔ آنکھوں میں نظر آنے والی جھنجھلاہٹ بھی کافور ہوگئی۔ اس کے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوا۔

''جوزف۔۔۔ مائی ڈیئر۔۔۔'' دراز قد مسافر نے اس بار مدھم آواز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ''میرا نام ڈینس مورگن ہے۔ میں خود کو مورگن کہلوانی زیادہ پسند کرتا ہوں۔ میرا تعلق نیو جرسی سے ہے اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو شاید تم بھی۔۔۔''

''خوشی ہوئی آپ سے مل کر''۔ جوزف نے گرم جوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے جواب دیا''میں لیک مشی گن کے علاقے ڈیٹرائیٹ کے ایک نواحی علاقے کا باشندہ ہوں۔ایک امریکی ہونے کی حیثیت سے آپ کی خدمت کر کے مجھے یقیناً دلی مسرت کا احساس ہوگا''۔

''سی ماسٹر پر یہ میرا پہلا سفر ہے۔لیکن ایک سیاح ہونے کی حیثیت سے میں دنیا کے دور دراز علاقوں میں متعدد بار بحری، بری اور ہوائی ذریعوں سے سفر اختیار کر چکا ہوں''۔

دراز قد مسافر جس نے جوزف سے خود کو بحیثیت ڈینس مورگن کی حیثیت سے متعارف کرایا تھا اپنی شخصیت کے ایک اور پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے قدرے خودنمائی کے انداز میں کہا'میرا خیال ہے کہ اگر انسان کے پاس وقت اور دولت کی کمی نہ ہو اور گھریلو پابندیوں کی فکر سے بھی آزاد ہو تو پھر دنیا کی سیر و سیاحت میں کسی بخل سے کام

نہیں لینا چاہیے''۔

''میں آپ کے خیال سے صد فی صد متفق ہوں لیکن کیا آپ ہمیشہ تنہا سفر کرتے ہیں؟'' جوزف ہچکچاتے ہوئے پوچھا''میرا مطلب ہے کہ کیا آپ کی مسز۔۔۔؟''

''گھریلو پابندیوں اور بندشوں سے آزاد ہونے والی بات میں نے اسی ضمن میں کہی تھی''۔ مورگن نے اداس لہجے میں جواب دیا''جب تک فلورا بقید حیات تھی وہ ہمیشہ ہر سفر میں میرے ساتھ ہوا کرتی تھی، دور دراز کے علاقوں میں سفر کرتے وقت اگر کوئی خوبصورت حسین اور ہم مذاق ساتھی ہم سفر ہو تو پھر گھومنے پھرنے کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔۔۔سچ پوچھو تو اس کی وجہ سے مجھے سیاحی کا شوق پیدا ہوا تھا لیکن اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے''۔

''مجھے افسوس ہے کہ میرے سوال سے آپ کے زخم تازہ ہو

گئے''۔ جوزف نے سنجیدگی سے تاسف کا اظہار کیا''میں معذرت خواہ ہوں''۔

''اب میں ان کی باتوں کا عادی ہو چکا ہوں''۔ مورگن نے سنجیدگی سے کہا پھر مسکرا کر بے تکلفی سے بولا'' مجھے خوشی ہے میں سی ماسٹر پر تمہاری موجودگی میں خود کو تنہا محسوس نہیں کروں گا''۔

''میں اسے اپنی خوش نصیبی تصور کروں گا اور کوشش کروں گا کہ سفر کے دوران آپ کے سکون و آرام کی خاطر بہتر سے بہتر خدمات انجام دے سکوں''۔

''اس کے لیے میری ایک شرط بھی ہو گی۔۔۔'' مورگن کے ہونٹوں پر دوستانہ مسکراہٹ ابھر کر گہری ہوتی چلی گئی۔

''وہ کیا۔۔۔؟'' جوزف نے انکساری سے دریافت کیا۔

'تم مجھے دوست سمجھو گے۔۔۔ دوست جن کے درمیان تکلفات

سے زیادہ بے تکلفی کا رشتہ ہوتا ہے''۔ مورگن نے بڑی فراخ دلی سے کہا پھر جوزف کو اس طرح بانہوں میں سمیٹنے کی کوشش کی جیسے وہ برسوں سے ایک دوسرے سے شناسا ہوں اس کے بعد جوزف ہی کی رہنمائی میں وہ اپنے فرسٹ کلاس کے کیبن تک پہنچا تھا!

''جوزف۔۔۔ میرے دوست تم نے کہا تھا کہ سی ماسٹر پر اونچے درجے کے لوگوں کی تفریح طبع کے لیے وہ تمام سامان موجود ہیں جس کی توقع کی جا سکتی ہے''۔ جوزف کیبن میں اس کے مختصر سے سامان کو ترتیب دے چکا تو مورگن نے اسے بڑی اپنائیت سے مخاطب کیا۔

''میں نے غلط بیانی سے کام نہیں لیا تھا لیکن۔۔۔؟''

''میں سمجھ رہا ہوں کہ تم اب مجھ سے میری پسند اور ناپسند کے بارے میں روایتی قسم کے سوالات پوچھو گے''۔ مورگن نے اس کے جملے کو درمیان سے اچکتے ہوئے مسکرا کر کہا'' بار میں عام حیثیت کے

لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر شراب پینا میرے لیے اکثر ذہنی کوفت کا سبب بن چکا ہے۔ نشے میں آ کر وہ جو بھونڈے اور اخلاق سے گرے ہوئے مذاق کرتے ہیں وہ نہ صرف غیر معیاری ہوتے ہیں بلکہ دوسروں کی سماعت پر گراں گزرتے ہیں۔ ڈانسنگ فلور پر ہجوم کی موجودگی میں کسی حسینہ کی کمر میں ہاتھ ڈال کر رقص کرنا بھی مجھے سخت معیوب سا لگتا ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس قسم کے ذوق کو تسکین پہنچانے کی خاطر پرائیویسی کی ضرورت ہوتی ہے جہاں۔۔۔''

''سی ماسٹر پر سوئمنگ پول، بلیئرڈ روم، ٹینس لان کے علاوہ کیسینو بھی موجود ہے''۔ جوزف نے قدرے سنجیدگی سے جواب دینے میں عجلت سے کام لیا'' آپ اگر چاہیں تو برج روم میں جا کر انجوائے کر سکتے ہیں جہاں صرف مخصوص اور باذوق مسافر ہی ہوتے ہیں، برج روم کے علاوہ ہمارے جہاز میں لائبریری بھی موجود ہے

جہاں دنیا کا بہترین کلیکشن اکٹھا کیا گیا ہے۔ آپ کو ہر موضوع پر اپنی پسند کی کتابیں میسر آ سکتی ہیں''۔

''ایک بات پوچھوں مائی ڈیئر جوزف۔۔۔'' کیا تمہاری شادی ہو چکی ہے؟ مورگن کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''آئی سی۔۔۔'' جوزف بے تکلفی سے مسکرایا '' مجھے یاد آیا آپ نے کچھ دیر پہلے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ بحری سفر میں اگر کوئی خوبصورت، حسین اور ہم مذاق خاتون ہمسفر نہ ہو تو سفر کا لطف ادھورا رہ جاتا ہے''۔

''میں نے اپنی اس خوش قسمتی کا اظہار بھی کیا تھا کہ تمہاری دوستانہ رفاقت میں مجھے اپنے سفر میں تنہائی کا احساس نہیں ہوگا اس لیے کہ تم میرے ہم وطن ہونے کے علاوہ خوش مزاج بھی ہو اور دور اندیش بھی''۔ مورگن کی نگاہوں میں آخری جملہ ادا کرتے وقت ایک

مخصوص چمک نمودار ہوئی تھی۔ وہ جوزف کو اس طرح دوستانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے جوزف سے اس کی واقفیت چند لمحوں پر نہیں بلکہ کئی برسوں پر محیط ہے۔

''آئی ایم سوری مسٹر مورگن''۔

جوزف نے محتاط انداز میں جواب دیا ''آپ کی خدمت کر کے مجھے یقیناً خوشی ہو گی لیکن خوبصورت عورتوں کے معاملے میں میرا نظریہ آپ سے مختلف ہے''۔

''کوئی تلخ تجربہ جس کی چبھن اب بھی تمہیں محسوس ہوتی ہے؟''۔ مورگن نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ کسی خوبصورت اور حسین عورت کو دیکھ کر میرے ذہن میں ہمیشہ کسی چلنی چمچماتی حسین ناگن کے ڈسنے سے واقع ہوئی تھی''۔

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ابھی تک غیر شادی شدہ ہو؟'' مورگن نے مسکرا کر پوچھا ''کیوں؟ میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟''

جواب میں جوزف نے شانے اچکا کر بے تکلفی سے مورگن کے خیال کی تصدیق کی۔

کچھ دیر تک دونوں کے درمیان دوستانہ انداز میں گفتگو ہوتی رہی پھر جوزف نے بڑی گرم جوشی سے مورگن سے ہاتھ ملایا اور جہاز پر اپنے دوسرے کام نمٹانے کی خاطر اجازت لے کر کیبن سے باہر چلا گیا۔

جوزف کے جانے کے بعد مورگن خاصی دیر اپنی جگہ کھڑا مخصوص انداز میں مسکراتا رہا پھر اس نے واش روم میں جا کر لباس تبدیل کیا۔

کیبن میں دوبارہ آ کر اس نے اپنے لیے ایک سگریٹ جلائی اور نرم و گداز بستر پر لیٹ کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔ اس کی نگاہیں اس

www.urduasala.com

وقت کیبن کی چھت پر مرکوز تھیں اور چہرے پر طاری تاثرات اس بات کی غمازی کر رہے تھے کہ وہ کسی گھمبیر مسئلے پر غور و خوض کرنے میں پوری طرح غرق تھا۔

کرنل ہنگری اپنے کیمپ آفس میں بیٹھا ان تینوں تصاویر کو بار بار الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا جو اس کے سامنے میز پر بکھری پڑی تھیں۔ ایک تصویر اس علاقے کی تباہ کاری کو دکھایا گیا تھا جہاں خودکش دھماکے کے سبب اتحادی فوجوں کے تقریباً اکیس افراد موت کے منہ میں جھونک دیے گئے تھے۔ قرب و جوار کی بستی میں بھی متعدد بے گناہ شہری ہلاک ہوئے تھے۔ کئی عمارتیں منہدم ہو کر زمین بوس ہو گئی تھیں۔ دھماکہ چونکہ فوجی چھاؤنی میں ڈیوٹی پر موجود جوان محفوظ رہے

www.urdurasala.com

تھے لیکن ان کی کئی گاڑیاں تباہ ہوگئی تھیں۔ بہت سارا قیمتی سامان بھی ضائع ہوگیا۔

کرنل ہنگری کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر نفرت، حقارت اور انتقام کے ملے جلے تاثرات موجود تھے، اس کی نگاہیں تصویر میں اس شخص کے وجود پر مرکوز تھیں جو سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔ چہرے کو چھپانے کی خاطر ویسا ہی ماسک استعمال کیا تھا جو اس سے پیشتر وارداتوں میں استعمال ہوتا رہا تھا۔ البتہ سیاہ پوش کے ہاتھ میں جو خطرناک اور حساس شے موجود تھی اسے دیکھ کر کرنل کی نگاہوں میں خون اتر آیا تھا۔ وہ فوجی نوعیت کا ایک جدید اور انتہائی حساس آلہ تھا جس کے ذریعے سے تباہ کن بارودی اسلحہ کے ذخیروں کا سراغ لگایا جاتا تھا۔ کرنل کی نگاہیں اسی مخصوص ڈیٹیکٹر پر مرکوز تھیں اور اس کے ذہن میں بار بار ایک ہی

اہم سوال گونج رہا تھا۔

"اگر سیاہ پوش اس بارودی ذخیرے کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو جاتا جو جائے حادثہ سے ایک میل دور موجود تھا اور اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو کرنل کی اپنی پوزیشن کیا ہوتی؟"

اسے اپنی پوزیشن کا احساس بڑی شدت سے ہو رہا تھا۔ ہائی کمان نے اس کا انتخاب اس کے سابقہ ریکارڈ کو دیکھ کر ہی کیا تھا جس کے بعد اسے اپنے وطن سے دور اس ملک میں بھیج دیا گیا تھا جہاں اتحادی فوجیں چھ سات ماہ سے مجاہدین کی سرکوبی کے لیے کوشاں تھیں لیکن انہیں کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔ مجاہدین کی تنظیم کے سرفروش بڑی جواں مردی سے اپنے وطن کے چپے چپے کو بچانے اور اپنی آزادی کی خاطر اپنی جانیں قربان کر رہے تھے۔ وہ اپنی سرزمین پر کسی بھی سپر پاور کے ناپاک وجود کو برداشت کرنے کو تیار نہیں تھے۔

اتحادی فوجی مجاہدین کو کچلنے کی خاطر وہ ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کر رہے تھے جو ان کے اختیار میں تھا۔ مشکوک افراد پر بھی اس قدر انسانیت سوز ظلم کیا جاتا تھا کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔ مردوں کے علاوہ مشتبہ عورتوں' نوجوان لڑکیوں اور معصوم بچوں پر بھی ایسے شرمناک مظالم ڈھائے جاتے کہ انسانیت چیخ اٹھتی تھی۔ احتجاج ہوتا اور اس ظلم کے خلاف آواز بلند کی جاتی تو اسے بھی پیروں تلے کچل دیا جاتا۔ غیر جانب دار ممالک کی طرف سے اعلیٰ سطح پر جو سوال اٹھایا جاتا اسے بھی بڑی خوبصورتی سے سیاسی بیانات کی گتھیوں میں لپیٹ کر داخل دفتر کر دیا جاتا۔

کرنل ہنگری بے حد سخت گیر طبیعت کا مالک ہونے کے باوجود سمجھ رہا تھا کہ سپر پاور کے اتحادی جو کچھ کر رہے ہیں وہ غلط ہے لیکن اس کے باوجود وہ ایک تجربے کار فوجی آفیسر ہونے کی حیثیت سے

بات سے بھی بخوبی واقف تھا کہ فوج میں ''پہلے حکم پہ عمل کرو پھر شکایت کرو'' کے اصول کی خلاف ورزی کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی رگوں میں بھی وہی خوف دوڑ رہا تھا جو اس کے دوسرے ہم وطنوں میں تھا وہ اپنے ملک' اپنے قوم اور اعلیٰ حکام کی خلاف ورزی کر کے سخت ترین سزا کا مستحق قرار دیا جا سکتا تھا۔ اس کے اوپر آنے والا عتاب اس کی بیوی بچوں کے علاوہ اس کے خاندان اور دوست احباب کو بھی غدار قرار دے کر ان پر زندگی حرام کر سکتا تھا۔

خاصی دیر تک وہ تینوں تصویروں کو بغور دیکھتا رہا پھر نظریں اٹھا کر اس نے میجر براؤن کو دیکھا جو ابھی تک اس کے سامنے ''اٹینشن'' کھڑا تھا۔ تصویریں لانے والا بھی وہی تھا۔

''میجر''۔ کرنل نے بڑے سرد اور خشک لہجے میں اسے مخاطب کیا ''صرف تصویریں لائے ہو یا تمہارے پاس اس حادثے میں

ملوث افراد کے خلاف کوئی دوسری اہم اطلاع بھی ہے؟''

''سر۔۔۔'' میجر نے تیزی سے جواب دیا'' حملہ آور صرف ایک ہی تھا۔ جس نے اپنی جان پر کھیل کر اپنے مقصد میں کامیابی کی کوشش کی تھی۔ ہمارے نوجوانوں نے اسے للکارا تھا لیکن اس نے خطرے کی بو محسوس کرتے ہی خود کو دھماکے کے ساتھ اڑا دیا۔ اس کی لاش کے ٹکڑے دور دور تک بکھرے پڑے ہیں۔ ماہرین اس کی اصلیت کا سراغ لگانے کی جان توڑ کوشش کر رہے ہیں لیکن۔۔۔''

''لیکن کیا۔۔۔؟'' کرنل نے اسے تیز نظروں سے گھورا'' تم جملہ مکمل کیے بغیر خاموش کیوں ہو گئے؟''

''سر۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے لیے اس بار بھی حملہ آور کے بارے میں کوئی موثر معلومات حاصل کرنا ممکن نہیں ہو گا''۔

''کیوں۔۔۔؟'' کرنل نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا''

تم نے یہ نتیجہ کس طرح اخذ کر لیا؟''

''ہماری اطلاع کے مطابق خودکش حملے میں ملوث فرد اس چیک پوسٹ کی طرف سے آیا تھا جہاں کیپٹن مس شیری اور تین دوسرے نوجوان تعینات تھے''۔

''آئی سی۔۔۔'' کرنل بل کھاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا''۔ تمہارا مطلب ہے کہ۔۔۔''

''میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے سر لیکن اگر میرا خیال غلط نہیں ہے تو شاید آپ بھی کیپٹن شیری کے بارے میں تھوڑا بہت ضرور جانتے ہوں گے'' میجر نے بے حد سنجیدگی سے کرنل کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

''یس۔۔۔ یس۔۔۔ آئی نو''۔ کرنل نے کسی زخمی درندے جیسے انداز میں غراتے ہوئے جواب دیا'' میں جانتا ہوں کہ اس کی ذاتی

زندگی کس قدر گھناؤنی ہے۔ وہ اپنی بھوک مٹانے کی خاطر اپنے اردلی کو بھی نواز سکتی ہے۔ مگر یہ اس کا ذاتی اور نجی معاملہ ہے اسے یہاں بھیجنے والوں نے کچھ سوچ سمجھ کر ہی اس کا انتخاب کیا ہوگا“۔

”سر۔۔۔ میں آپ کے خیال سے متفق ہوں لیکن ضرورت سے زیادہ نشے کے عادی افراد اکثر بھٹک کر غلط قدم اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے“۔

”کیا مطلب۔۔۔؟“ کرنل نے اسے معنی خیز نظروں سے گھورا۔

”ہوسکتا ہے کہ میرے سوچنے کا انداز غلط ہو؟“ میجر نے سنجیدگی سے کہا ”لیکن جفاکش مجاہدین جو اپنی زندگی کی بھی پروا نہیں کرتے وہ کسی اردلی سے زیادہ پرکشش شخصیت کے مالک ہوتے ہیں“۔

”کیپٹن۔۔۔“ کرنل ہنگری نے اسے سرد اور تیز لہجے میں

مخاطب کیا ”جانتے ہو تم کیا کہہ رہے ہو؟“

”یس سر“۔ میجر براؤن نے بے جگری سے جواب دیا ”مجھے کیپٹن شیری سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے اور میں اس بات سے بھی بخوبی واقف ہوں کہ میرا رینک کسی ڈیوٹی اردلی سے کتنا بلند ہے۔ باسی پلیٹ میں لنچ یا ڈنر کرنا بھی میرے اصول کے خلاف ہے“۔

”پھر۔۔۔؟“

”میرے پاس کچھ ایسے ثبوت موجود ہیں کہ مس شیری اور کچھ مقامی لوگوں کے درمیان بھی خاصے گہرے تعلقات ہیں“۔

”گڈ۔۔۔“ کرنل نے تھوڑے توقف کے بعد ایک لمبی سانس لے کر خلا میں گھورتے ہوئے خشک لہجے میں کہا ”میں نے اپنے خاص آدمیوں میں تمہارا شمار اس لیے کیا تھا کہ تم نڈر بے خوف اور بلا چون و چرا احکامات کی پیروی کرنے والے ایک دلیر فوجی ہو، تمہارا سابقہ

www.urdurasala.com

ریکارڈ بھی بے داغ ہے''۔

''آپ مجھ پر اعتماد کر سکتے ہیں'' میجر نے بدستور سنجیدگی سے کہا'' میں آپ کی ہر آزمائش پر پورا اتروں گا''۔

''کیپٹن سے تعلقات پیدا کرو'' اس حد تک کہ وہ تم پر اندھا دھند اعتماد کرنے لگے''۔

''سر۔۔۔''

''نہیں۔۔۔'' کرنل کا لہجہ تحکمانہ ہو گیا'' میں کسی حکم سے انکار سننے کا عادی نہیں ہوں۔ تم اب جا سکتے ہو لیکن ایک بار غور سے سن لو میں تمہیں صرف ایک ہفتے کی مہلت دے رہا ہوں۔ تمہیں ہر قیمت پر کیپٹن کے وجود میں سرنگ لگا کر انتہا تک پہنچنا ہو گا۔ دیٹ از آل''۔

میجر براؤن ایک لمحے کو ہچکچایا لیکن دوسرے ہی لمحے اس نے کسی روبوٹ کی طرح کرنل کو سیلوٹ کیا پھر تیزی سے پلٹ کر باہر چلا گیا۔

کرنل ایک بار پھر اپنی نشست پر بیٹھ کر جائے حادثہ کی تینوں تصویروں کا جائزہ لینے لگا'' اس عرصے میں اس کے ذہن میں کیپٹن شیری کا نام اور تصور بار بار ابھرتا رہا جو بلاشبہ کسی بھی جنس مخالف کو چقماق ہی کی طرح اپنی طرف راغب کرنے کی بھرپور صلاحیتوں کی مالک تھی۔ میجر براؤن کا اشارہ بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے۔ کرنل اس کی کارکردگی سے بے حد متاثر تھا۔ وہ تصویروں پر نظر جمائے بیٹھا تھا جب فون کی گھنٹی بجی۔

''یس''۔۔۔ اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا'' کرنل ہنگری فراہم کیمپ تھری اسپیکنگ''۔

''جی۔ ایچ۔ کیو فریکونسی ایکس فور''

''سر۔۔۔'' کرنل ہنگری نے چونک کر جواب دیا۔ یکلخت وہ پوری طرح سنجیدہ اور محتاط نظر آنے لگا تھا۔

www.urdurasala.com

''ہم پوزیشن سے پوری طرح باخبر ہیں۔تمہاری ذاتی رپورٹ کیا ہے؟''خشک اور سپاٹ لہجے میں سوال کیا گیا۔

''خودکش حملہ کرنے والے کی شناخت ممکن نہیں ہے لیکن''۔

''ہمیں تمہاری صلاحیتوں پر اعتماد ہے کرنل''اس کی بات کاٹ کر دوسری جانب سے کہا گیا''نہ ہوتا تو کیمپ تھری کے لیے تمہارا انتخاب کبھی عمل میں آتا۔مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ اکسپلوسیوز اور اٹامک ہتھیاروں کی حفاظت کی ذمے داری تمہارا سب سے اہم مشن ہے۔اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی''۔

''مجھے اس کا احساس ہے''کرنل نے سنبھل کر جواب دیا۔

''ہم تمہاری اور میجر براؤن کی گفتگو سن چکے ہیں۔میجر براؤن کا اندیشہ سو فیصد درست ہے۔کیپٹن شیری ہی اس حادثے کا اصل سبب ہے''۔

''میں سمجھا نہیں سر۔۔۔''کرنل چونکا''کیا اس نے سپر پاور کے ساتھ غداری کی ہے؟''۔

''ہاں۔۔۔پہلے وہ ہمارے بہت کام کی تھی لیکن اب اس کی اہمیت کسی تباہ شدہ بکتر بند سے زیادہ نہیں رہی''۔

''میرے لیے کوئی خاص حکم''۔

''یس۔۔۔میرج سے کہو کہ اپنا وقت برباد کرنے کے بجائے پہلی فرصت میں اس کا ڈسپوزل کر دے''۔

''اوکے سر''۔

''ایکشن نائن شروع کر دو''۔اس بار دوسری جانب سے سرسراتے لہجے میں ہی حکم ملا''لاسٹ ڈگری ٹریٹمنٹ۔۔۔تم کو مکمل اختیار دیا جا رہا ہے۔مجاہدین کے ساتھ تمہارا ہر قسم کا سلوک ہمارے لیے قابل ستائش ہوگا۔کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی''۔

پھر دوسری جانب سے جواب کا انتظار کیے بغیر رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ کرنل اپنی ریوالونگ چیئر پر کسمسا کر رہ گیا پھر اس نے میجر براؤن کو دوبارہ طلب کیا اور کیپٹن شیری کے کونگ ڈسپوزل کے احکامات سنا دیے۔

سی ماسٹر کا شمار ان بحری جہازوں میں کیا جاتا تھا جسے پانی پر چلتی پھرتی دنیا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس پر زندگی کی ایسی تمام آسائشیں اور دلچسپی کا سامان موجود تھا جس کا تصور کیا جا سکتا تھا۔ اس جہاز پر خاص طور پر وہی افراد سفر کرتے تھے جن کے پاس یا تو دولت کی فراوانی ہوتی تھی یا پھر وہ دنیا کے رسم و رواج اور سوسائٹی کی مخصوص بندشوں سے بھی آزاد ہو کر زندگی کا صحیح لطف اٹھانے کے خواہشمند ہوتے تھے۔ چھوٹے موٹے اور متوسط طبقے کے افراد صرف ساحل پر

www.urdurasala.com

کھڑے ہو کر سی ماسٹر کی شان وشوکت اور اس کے اندر کے ماحول کے بارے میں صرف تصور ہی سے دل بہلا سکتے تھے۔ ہر چند کہ مسافر بردار جہاز ہونے کے سبب اس میں کچھ نشستیں ایسی بھی موجود تھیں جو خوشحال طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کی دسترس سے باہر نہیں تھیں لیکن وہ مخصوص حصہ چونکہ مرکزی حصے سے بالکل الگ تھلگ تھا اور اس کے مسافروں کو مرکزی حصے میں جانے کی اجازت نہیں تھی اس لیے اس پر صرف ضرورت مند ہی سفر کرتے تھے یا پھر ایسے بوڑھے سیاح جو جوانی کی سرحدوں کو عبور کرنے کے بعد بھی دور دراز کے علاقوں میں سفر کرنے کے عادی ہوتے تھے اور ہنگاموں اور غل غپاڑوں سے دور رہ کر پرسکون اور آرام دہ سفر کرنے کے خواہش مند ہوتے تھے۔

جہاز راں کمپنی نے سی ماسٹر پر سیکورٹی کا بھی خاص انتظام کر رکھا

تھا جس کے عملے میں دنیا کے مختلف ممالک کے انتہائی تجربے کار افراد موجود تھے جو حفاظتی انتظامات کے نوک پلک اور چھوٹی چھوٹی باریکیوں کے سلسلے میں بھی ہر وقت محتاط رہنے اور بروقت کمانڈو ایکشن اختیار کرنے کا بھی وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ ان افراد کا انتخاب جہاز راں کمپنی کی ایک مخصوص کمیٹی کرتی تھی لیکن ان کی تقرری کے احکامات سپر پاور کی ملٹری انٹیلی جنیس کے اعلیٰ افسران کی جانب سے گرین سگنل ملنے کے بعد ہی جاری کیے جاتے تھے۔ اس بات کا علم عام لوگوں کو نہیں تھا۔۔۔ بہرحال 'سی ماسٹر' کو دنیا کے تمام مسافر بردار بحری بیڑے میں اولیت حاصل تھی۔

آرتھر جوزف بھی سیکورٹی کے عملے کا ایک فرد تھا جسے اپنے وسیع تجربے کے سبب سیاہ و سفید کی پہچان میں کبھی کوئی دشواری نہیں ہوئی تھی۔ اس کی چھٹی حس اس قدر تیز اور زود حس تھی کہ وہ کسی شخص کو

ایک نظر دیکھتے ہی اس کے بارے میں جان لیتا تھا کہ وہ کس قماش کا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جو اس کے ذہن میں اس مسافر کو دیکھتے ہی سرخ بتی جلنے بجھنے لگی تھی جس نے اپنا تعارف بحیثیت ڈینس مورگن کرایا تھا۔ آرتھر کے تجربے نے اس بات کی نشان دہی کی تھی کہ کہیں نہ کہیں دال میں کچھ کالا ضرور ہے چنانچہ اس نے جہاز کے عملے کی حیثیت سے اپنا تعارف کرایا تھا اور فرسٹ کلاس کے کیبن تک اس کی رہنمائی بھی کی تھی۔ مورگن سے رسمی گفتگو کے دوران ہی آرتھر نے اس بات کا بخوبی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ اپنے بارے میں جو کچھ لفاظی کر رہا تھا۔ جس طرح خود کو پوز کر رہا تھا وہ تصویر کا دوسرا رخ تھا چنانچہ مورگن کے کمرے سے نکلتے ہی اس نے اپنے جیب میں پڑے کمپاس نما آلے کو نکال کر اس کا ایک حصہ اندر کی طرف دبا دیا۔ اب وہ اس کیبن میں لی جانے والی سانسوں کو بھی سن سکتا تھا جہاں مورگن

قیام پذیر تھا لیکن دو گھنٹے کے انتظار کے باوجود اسے سوائے سامان کو ادھر ادھر رکھنے یا چلنے پھرنے میں ابھرنے والی قدموں کی آوازوں کے علاوہ کوئی دوسری آواز نہیں سنائی دی۔ کچھ دیر تک پانی گرنے اور سیٹی بجانے کی آوازیں بھی آتی رہیں۔ آرتھر سمجھ رہا تھا کہ مورگن اس وقت غسل کرنے میں مصروف ہے اور وہی سیٹی بھی بجا رہا ہوگا۔ وہ اس وقت ایک ایسی محفوظ جگہ پر کھڑا تھا جہاں سے وہ کیبن پر بہ آسانی نظر رکھ سکتا تھا۔ ایک بار اس کے دل میں آئی تھی کہ اپنے کیبن میں جا کر اس نظام کے ذریعہ اپنے شبہے کی تصدیق کرے جس کے ذریعے شارٹ سرکٹ ٹیلی وژن پر جہاز کے کسی بھی حصے یا کیبن کے اندر کے ایک ایک گوشے کو اجاگر کیا جا سکتا تھا لیکن آرتھر نے جلد بازی سے گریز کیا وہ جانتا تھا کہ اگلی بندرگاہ آنے میں دو دن کا وقت موجود ہے اور اس عرصے میں وہ مورگن کے بارے میں خاصی تفصیل جمع کر

سکتا تھا۔

دو گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد مورگن اپنے کیبن سے برآمد ہو کر ڈائننگ ہال کی طرف جا رہا تھا۔ آرتھر نے اس کا تعاقب کرنے کے بجائے دوسرے راستے کا انتخاب کیا۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ مورگن اگر واقعی اس کے خیال کے مطابق کوئی مشتبہ شخص تھا تو وہ بھی اپنے گرد و پیش سے بے خبر نہیں ہوگا۔ وہ اسے کوئی ایسا موقع فراہم نہیں کرنا چاہتا تھا جو مورگن کو بھی اس کی اصلیت کے بارے میں کسی شبہے میں مبتلا کر دیتا۔

پندرہ منٹ بعد جب آرتھر ایک لمبا راستہ طے کر کے ڈائننگ ہال میں داخل ہوا تو مورگن اسے ایک میز پر بیٹھا نظر آ گیا۔ وہ تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ ایک حسین ماڈل گرل بھی موجود تھی جس کا پیشہ ہی مسافروں کا دل بہلانا تھا۔ مورگن نے اس مختصر وقت میں ماڈل گرل

کو اپنا مہمان بنا کر یہ ثابت کر دیا تھا کہ وہ خود کو جس حیثیت میں ظاہر کر رہا تھا اس میں پوری طرح کامیاب بھی تھا۔ آرتھر کچھ دیر تک دور دور ہی رہا پھر تیزی سے میزوں کے درمیان چکراتا ہوا مورگن کے قریب چلا گیا۔ مورگن نے اسے دیکھ کر کسی ناخوشگواری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس کے ہونٹوں پر ابھرنے والی مسکراہٹ میں بھرپور اپنائیت کا اظہار تھا۔

"میں مخل تو نہیں ہوا؟" آرتھر نے ماڈل گرل کو کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے زیر لب مسکرا کر کہا "آپ نے مجھے دوست کہا تھا اس لیے میرا فرض تھا کہ ہر طریقے سے آپ کا خیال رکھوں"۔

"مجھے آئندہ بھی تم سے یہی امید رہے گی"۔

مورگن نے دوستانہ انداز میں کہا "اگر تم ڈیوٹی پر نہیں ہو تو ہمارے ساتھ شریک ہو سکتے ہو"۔

"شکریہ مسٹر مورگن۔۔۔ مجھے خوشی ہے کہ اب آپ کا سفر نہایت خوشگوار گزرے گا۔" آرتھر نے ایک بار پھر ماڈل گرل کو اچٹتی نظروں سے دیکھا پھر مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا اور دوسرے مسافروں کے ساتھ سی ماسٹر کے ایک میزبان کی حیثیت سے گھلنے ملنے لگا۔

"کیا تم جہاز کے اس کارندے سے واقف ہو؟" آرتھر کے جانے کے بعد مورگن نے ماڈل گرل سے سرسری طور پر دریافت کیا جس نے اپنا نام مورنیا بتایا تھا۔ وہ کسی موربی کی طرح حسین اور خوبصورت بھی تھی۔ گداز اور بھرپور جسم کی مالک۔

"نہیں۔۔۔" مورنیا نے اپنا جام اٹھا کر چسکی لیتے ہوئے بڑی نخوت سے کہا "میں ایسے چھوٹے لوگوں کو منہ لگانا اپنی توہین سمجھتی ہوں جو عورت کی ایک دوستانہ مسکراہٹ کے بعد فوراً ہی اپنی اوقات کے مطابق گھٹیا حرکتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ویسے بھی جہاز کے ایک

ادنیٰ ملازم سے دوستی کرنا میرے وقار کے خلاف ہے"۔

"تمہاری منزل کیا ہے؟" مورگن نے تھوڑی دیر بعد اسے ٹٹولنے کی خاطر دریافت کیا۔

"کوئی خاص نہیں"۔ مورنیا ایک ادا سے مسکرائی' اپنی خوابیدہ غلافی نظروں کا جادو جگاتے ہوئے بولی "میری منزل کا انحصار میرے دوستوں پر ہوتا ہے"۔

"میں سمجھا نہیں؟"

"تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ کسی بھی بندرگاہ پر اتر سکتی ہوں"۔

اس نے ایک شانِ بے نیازی سے شانے اچکا کر اپنے بھرپور شباب کا جادو جگاتے ہوئے کہا "تم ایسا نہ چاہو تو میری صحت پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ میں تمہارے ساتھ ایک دو جام پینے کے بعد کوئی نیا ہم سفر تلاش کرلوں گی"۔

www.urdurasala.com

''مجھے تمہاری جیسی صاف گو خواتین ہمیشہ سے پسند ہیں''۔

''پھر تم نے میری منزل کا کیا فیصلہ کیا ہے؟'' اس بار مورنیا کا انداز خالص کاروباری تھا۔

''اتنی جلدی کیا ہے؟'' مورگن کسی ماہر شکاری کی طرح مسکرا کر بولا'' ابھی تو ہمارے درمیان تعلقات کی ابتدا ہوئی ہے۔ ویسے تم مطمئن رہو میں وقت کی صحیح قیمت ادا کرتے میں کبھی بخل سے کام نہیں لیتا''۔

''عورتوں کے سلسلے میں خاصے تجربے کار نظر آتے ہو؟'' مورنیا اپنا جام حلق کے نیچے اتارتے ہوئے بولی۔

''یہ تجربہ بھی تم جیسی عورتوں سے سیکھا ہے'' مورگن کے جواب میں ہلکا سا طنز شامل تھا۔

''کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہیں میرے چہرے میں اپنا عکس نظر آ رہا

ہے؟''۔ مورنیا کے لہجے میں تلخی اتر آئی۔ پہلو بدل کر بولی'' مردوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''۔

''تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے''۔ مورگن نے سرگوشی کی۔

''بہت جلدی اپنی شکست تسلیم کر لی''۔

''ہاں۔۔۔آں! شاید اس لیے کہ میں حسن کا پرستار ہوں''۔ مورگن نے مورنیا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مدھم اور خوابناک لہجے میں جواب دیا تو وہ کھل کھلا کر ہنس دی۔

''تم پہلی ہی نظر میں مجھے اچھے لگے تھے''۔ وہ اٹھلا کر بولی'' ورنہ کسی اجنبی سے میں اتنی جلدی بے تکلف نہیں ہوتی''۔

''اس ذرہ نوازی کا معاوضہ میں تمہیں علیحدہ سے دوں گا''۔

''آج رات کا کیا پروگرام ہے؟'' مورنیا نے انتہائی بے تکلفی سے مورگن کا ہاتھ تھام کر بڑے رازدارانہ انداز میں سوال کیا۔

’’آج رات صرف تعارف اور دوستی کی حد تک محدود رہے گی‘‘۔

مورگن نے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے جواب دیا’’میں تھکا ہوا ہوں اس لیے آرام کروں گا۔۔۔ بے تکلفی والے مراحل کل سے شروع کروں گا‘‘۔

’’میرا خیال ہے کہ اگر ہمارے درمیان معاوضے کی بات۔۔۔‘‘

’’اتنی جلدی مجھے پرکھنے کی غلطی مت کرو‘‘ مورگن نے اس کی بات کاٹ کر ٹھوس لہجے میں بولا’’میں تمہاری توقع سے زیادہ ہی دوں گا‘‘۔آج تم کسی اور کے ساتھ معاملہ طے کرلو۔کل سے تمہارے اوپر صرف میرا حق ہوگا‘‘۔

پھر مورگن نے اپنے وزنی پرس سے خلاف توقع پانچ بڑے نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھے تو مورتیا کی آنکھیں فرط مسرت سے چمک اٹھیں۔مورگن نے بڑی فراخ دلی سے اس کی حیرت میں مزید

اضافہ کیا’’یہ صرف دوستی کی ابتدا کا بدل ہے۔اسے پیشگی مت سمجھنا‘‘۔

مورتیا جواب میں کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن مورگن کے علاوہ ڈائننگ ہال میں موجود اور بھی بے شمار آنکھیں اس دوشیزہ کی جانب اٹھ گئیں جو ڈائننگ ہال میں داخل ہو کر مشرقی گوشے کی اس میز کی طرف خراماں خراماں قدم اٹھا رہی تھی جس پر’’مخصوص‘‘ کی تختی پہلے سے موجود تھی۔

مورگن اس خوبرو حسینہ کو دیکھ کر ایک لمحے کو چونکا پھر اس نے خود پر قابو پانے میں بھی نہایت پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن اس کی نظریں بدستور اسی حسینہ پر مرکوز تھیں جو مشرقی اور مغربی تہذیب کا ملا جلا عکس نظر آرہی تھی۔اس کی آنکھوں میں مشرقی حسن موجود تھا۔اس کے خوب صورت چہرے پر زلفوں کی دو لٹیں کسی زہریلی ناگن کی طرح

لہراتی نظر آ رہی تھیں۔ ہونٹوں پر اس نے ہلکے گلابی رنگ کی لپ اسٹک لگا رکھی تھی۔ اس کے چلنے کا انداز بھی قیامت کا تھا۔ خود کو مغربی تنظیم کا آزاد نمائندہ ظاہر کرنے کی خاطر اس نے مغربی لباس زیب تن کرنے کو ترجیح دی تھی۔ پھنسی پھنسی تنگ جینز اور کھلے گلے کی مردانہ شرٹ میں اس کے نشیب و فراز دیکھنے والوں کے خرمن دل پر بجلیاں گرا رہے تھے۔ لیکن اس کے خدوخال چیخ چیخ کر اس بات کا اعلان کر رہے تھے کہ وہ مشرقی ساز کو مغربی غلاف میں خوبصورتی سے پیش کرنے کا صرف مظاہرہ کر رہی ہے۔ اس کی خوابیدہ آنکھوں میں نیند کا خمار اس طرح چھلک رہا تھا جیسے وہ جاگتے میں سو رہی ہو۔ مورگن اس دوشیزہ کو ٹکٹکی باندھے دیکھنے میں مصروف تھے جو مورنیا کی گنگناتی ہوئی آواز اس کی قوت سماعت میں گونجی۔

"کیا تمہاری دوستی کا نذرانہ اب مجھے واپس کرنا ہوگا؟"۔

اس کی آواز میں کاٹ تھی۔ رقابت کا احساس چھلک رہا تھا۔

"کون ہے یہ لڑکی۔۔۔؟" مورگن نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے دریافت کیا۔

"لڑکی نہیں روبوٹ"۔ مورنیا نے الفاظ چباتے ہوئے خشک لہجے میں کہا "زندہ مگر مردہ۔۔۔ اوپر سے انگوری شراب لیکن اندر سے گرے فروٹ کی طرح تلخ اور کسیلی۔۔۔ بالکل ٹھس۔۔۔ اس کے باوجودی ماسٹر کے بیشتر مسافر اس کے ایک یک طرفہ عشق میں مبتلا نظر آ رہے ہیں"۔

"کیا تم اسے جانتی ہو؟" مورگن نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

"صرف اس حد تک کہ اس پر اسرار معمے نے اپنے سفر کا آغاز پورٹ الزبتھ سے کیا ہے" مورنیا نے اپنی ذاتی نفرت کا اظہار کیا۔

"اس کے ساتھ اور کون ہے؟"

www.urdusala.com

"کوئی نہیں۔۔۔" وہ شانے اچکا کر بولی "ہو بھی تو کم از کم میں نے اسے کبھی کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھا"۔

"اگر تم اس کے بارے میں نہیں بتا سکتیں تو پھر اور کون بتائے گا؟"۔

"کیا مطلب؟" مورنیا نے مورگن کو وضاحت طلب نظروں سے گھورا۔

"یہ ذاتی خیال ہے کہ تم جیسی کوئی جہاں دیدہ اور تجربہ کار عورت بھی جب اس دوشیزہ کے بارے میں کسی ذاتی رائے کا اظہار نہیں کر سکتی تو پھر کوئی دوسرا کیا کہہ سکتا ہے"۔

"طنز کر رہے ہو؟" اس نے بڑی بے پروائی سے مورگن کو گھورا۔

"نہیں۔۔۔ صرف تمہارا امتحان لے رہا تھا"۔ مورگن جان بوجھ کر بے نیازی سے مسکرایا۔ حقیقت اس کے برعکس تھی وہ بڑی

سنجیدگی سے اس دوشیزہ کے سلسلے میں اپنی معلومات میں ہر ممکن اضافے کا خواہشمند تھا۔

"میری رائے نہ پوچھو تو بہتر ہے" اس بار مورنیا نے ہونٹ چباتے ہوئے عجیب سے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" مورگن نے اسے مزید ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"جانتے ہو میں نے اسے روبوٹ کا نام کیوں دیا تھا؟"

"نہیں"۔

"صرف اس لیے میرا ذاتی خیال ہے کہ اسے خود بھی نہیں معلوم کہ یہ کون ہے؟ اس کی اصلیت کا اندازہ اس کے بجائے ان لوگوں کو ہوگا جنہوں نے اسے کٹھ پتلی بننے پر مجبور کر دیا ہے"۔ مارنیا نے اپنی بات جاری رکھی "یہ کہاں سے آئی ہے؟ کہاں جا رہی ہے؟ اسے

اگلے لمحے کیا کرنا ہے؟ ماضی۔۔۔حال۔۔۔مستقبل اسے کسی بات سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ صرف ایک روبوٹ ہے جس کا ریموٹ دوسرے کے ہاتھ میں ہے''۔

''تم یہ'' مورگن نے پہلو بدل کر مورنیا کو تیز نظروں سے دیکھا اس کا تجسس بڑھ رہا تھا اس نے خود پر قابو پاتے ہوئے سنجیدگی سے کہا ''تم کیا کہہ رہی ہو؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا''۔

''کیا تم واقعی اتنے بے پرواہ ہو کہ تمہیں حالات حاضرہ کے بارے میں کسی بات کا کوئی علم نہیں؟''

''میں اب بھی نہیں سمجھا''۔

''پھر کوئی اور بات کرو''۔ مورنیا نے برا سا منہ بنا کر جواب دیا ''سیاسی بساط پر کیا گھناؤنا کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ گھر جل رہے ہیں، بستیاں ویران ہو رہی ہیں تو ہونے دو۔۔۔ ہم اپنی راگنی الاپتے

رہیں۔ ہمارے تمہارے بولنے سے بھی کیا فرق پڑے گا؟ وہی ہو رہا ہے جو سپر پاور کو منظور ہے وہی ہوتا رہے گا جو سپر پاور چاہے گی''۔

''تم۔۔۔تم۔۔۔'' مورگن نے اسے گھورتے ہوئے اپنی حیرت اظہار کیا ''تم خود بھی اسی سپر پاور کی ایک نمائندہ ہو جس کے خلاف زہر اگل رہی ہو۔ جانتی ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟''

''اب وقت کروٹ لے رہا ہے'' مورنیا نے میزوں کے درمیان گھومتی ہوئی ٹرالی سے اپنے لیے ایک نیا جام اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا ''سپر پاور کے تین ہزار فوجی ایک پڑوسی ملک میں سیاسی پناہ کی درخواست دے چکے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں جو لاوا ابل رہا ہے اس کا اصل ذمے دار کون ہے؟ اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ سپر پاور سراسر ہٹ دھرمی کر رہی ہے۔ وہ ساری دنیا پر اپنی حکومت اور اپنا اقتدار مسلط کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن

مجاہدین آزادی اپنی بقا کے لیے جنگ لڑ رہے ہیں۔ جو قربانیاں دے رہے ہیں وہ بھی رائیگاں نہیں جائے گی۔ ایک دن دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔۔۔'' مورنیا نے دو چار لمبے لمبے گھونٹ حلق کے نیچے اتارے پھر بے پروائی سے مسکرا کر بولی'' تم صرف ایک حسینہ کو روبوٹ کی شکل میں دیکھ کر چکرا گئے۔ اس کے علاوہ بھی نہ جانے کتنی معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو اب تک اغوا کیا جا چکا ہو گا۔ ان کی برین واشنگ کر کے انہیں بھی روبوٹ یا کٹھ پتلی بنایا جا چکا ہو گا۔ ظلم و بربریت اور آزادی کی جنگ لڑنے والے فریق جو یہ زندہ اور سانس لیتے ہوئے ریموٹ کنٹرول بم تیار کر رہے ہیں یہ بڑے موثر اور کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی اصلیت کا راز کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔ محبت اور جنگ میں تمام حربوں کا استعمال جائز ہوتا ہے لیکن۔۔۔ لیکن ہمیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں رکھنا چاہیے۔ ہم

پہلے بھی صرف تماشائی تھے اور آئندہ بھی ایک تماشائی کے علاوہ اور کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے ہو گا وہی جو سپر پاور کو منظور ہو گا''۔

''نہیں۔۔۔'' مورگن نے بڑی نفرت سے کہا پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولا'' تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا یہ حسین دوشیزہ بھی جسے کوئی نہ کوئی نام بھی ضرور دیا گیا ہو گا اپنی اصلیت سے بالکل ناواقف ہو گی؟''۔

''ہو سکتا ہے کہ میں نے اس کے بارے میں جو اندازے قائم کیے ہوں وہ غلط ہوں لیکن تم۔۔۔ تم اس میں اس قدر دلچسپی کیوں دے رہے ہو۔۔۔؟''

''یہی سوال کوئی تیسرا شخص تمہارے بارے میں بھی مجھ سے کر سکتا ہے''۔ مورگن نے بڑی خوبصورتی سے گفتگو کا رخ بدلنے کی خاطر بات بنائی پھر مورنیا کا ہاتھ تھام کر اٹھا اور ڈانسنگ فلور کی طرف

www.urdurasala.com

جانے لگا جہاں موسیقی کی تیز دھن پر بے شمار بہکے ہوئے خوبصورت اور معطر بدن آپس میں گڈمڈ ہونے کی خاطر ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے تھرک رہے تھے۔ مورنیا نے بھی مورگن کو ماحول کے سانچے میں ڈھالنے کی خاطر بدمست ہونے کی اداکاری شروع کر دی لیکن مورگن۔۔۔ وہ بدستور اس حسینہ کی گتھی سلجھانے میں مصروف تھا جسے ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی اس کے ذہن کے عدسے پر محفوظ ایک شکل رہ رہ کر ابھر رہی تھی۔

ایک ہی رات میں کیپٹن شیری اور اس کے ساتھ ڈیوٹی سرانجام دینے والے تین افراد کے پراسرار قتل کی واردات نے کیمپ نمبر تھری میں اتحادی فوجیوں کی نفری میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑا دی تھی۔ جب سے اسلحہ کی تلاش کی آڑ میں ایک ہولناک اور انسانیت سوز جنگ کا آغاز ہوا تھا موت اور زندگی کے بھیانک کھیل کا سلسلہ جاری تھا۔ آئے دن فریقین کے ان گنت افراد موت کے گھاٹ اتارے جا رہے تھے لیکن ابھی تک یہ نہیں طے پایا تھا کہ ہٹ دھرمی کا آغاز

www.urdumasala.com

کس پاور کی طرف سے ہوا تھا۔

یہودی لابی کے سربراہ دور بیٹھے بیان داغ رہے تھے۔ ذرائع ابلاغ کا پورا انتظام ان کے کنٹرول میں تھا' ان کے آدمی میڈیا میں ہر جگہ اہم عہدوں پر دھرنا جمائے بیٹھے تھے۔ وہی خبریں نشر کی جاتیں' وہی مناظر ٹی وی پر دکھائے جاتے جو ایک فریق کو دوسرے کے خلاف بھڑکانے میں موثر ثابت ہوتے تھے۔ یہودی تنظیمیں بڑے منظم انداز میں کمزور حریفوں کے خلاف نفرتوں کے بیج بو رہی تھیں۔ عالمی تنظیم کے ادارے احتجاج کر رہے تھے کہ ان کی سفارشات پر خاطر خواہ عمل نہیں کیا جا رہا تھا۔ اخبارات اپنی اپنی پالیسیوں کے مطابق من مانی خبریں چھاپ رہے تھے۔ چھوٹے ممالک سر جوڑ کر بیٹھے۔ ان کی کوششوں سے اقوام متحدہ میں مختلف قراردادیں پیش کی جاتیں لیکن انہیں سپر پاور کی جانب سے دی۔ٹو کر دیا جاتا۔ امن کے

علم بردار تلملا کر رہ جاتے۔ جب تک دوسرا قدم اٹھایا جاتا جنگ کا دائرہ وسیع کر دیا جاتا۔ کمزور ممالک اپنی بقا کی خاطر مختلف ٹولیوں میں بٹ رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سپر پاور بھی یہودی لابی کے آگے زبان کھولنے سے قاصر تھے۔ عوام سراپا بنتے جا رہے تھے لیکن ان کی تحریکیں اور مطالبے کسی کام نہیں آ رہی تھی۔ ہو وہی رہا تھا جو سپر پاور چاہ رہی تھی۔

ہوس اور اقتدار کی جنگ کو دہشت گردی کے خلاف قدم اٹھانے کا نام دے کر سپر پاور مختلف چھوٹے چھوٹے ممالک میں نفرتوں اور اشتعال کی آگ بڑے موثر انداز میں بھڑکا رہی تھی۔ بڑی طاقتوں کا گٹھ جوڑ چھوٹی قوتوں کے لیے ایک ایسا سوال بن کر رہ گیا تھا جس کا کوئی حل ممکن نظر نہیں آ رہا تھا۔ سربراہان مملکت اپنی اپنی سرحدوں کو بچانے کی خاطر بڑی طاقتوں کے سامنے ”تھالی کے بینگن“ کا کردار

ادا کر رہے تھے' ایک طرف کرسیاں بچانے کی خاطر سیاسی بیانات داغے جا رہے تھے' دوسری طرف اتحادیوں نے جنگ کا دائرہ آہستہ آہستہ وسیع کرنا شروع کر دیا تھا، تباہ کن ہتھیاروں کی تلاش کا بہانہ کر کے کمزور ممالک کی سرحدوں میں نقب لگانے کی مذموم کوشش کی جا رہی تھیں، سیاسی مبصرین دبی دبی زبان میں اس خطرے کا اظہار کر رہے تھے کہ اگر حالات پر قابو نہ پایا گیا تو ایک اور عالمی جنگ کے روشن امکانات سے گریز ناممکن ہو جائے گا۔

ہر وہ فرد واحد جو سپر پاور کے ساتھ نمک حلالی کا کردار ادا کر رہا تھا رفتہ رفتہ اندرونی سیاست کی حقیقت سے باخبر ہوتا جا رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے فرائض منصبی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے قاصر تھا چنانچہ کرنل ہنگری بھی اس وقت کچھ ایسی ہی چویشن سے دو چار تھا۔ اس نے اوپر سے ملنے والے احکامات کی پیروی میں میجر

براؤن کے ذریعے کیپٹن شیری سمیت اپنے چار ساتھیوں کو موت کے کنوئیں میں دھکیل دیا تھا لیکن اس وقت وہ بھی کیمپ تھری کے چار بڑوں کی میٹنگ میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کی موت پر غم و غصے کا اظہار کر رہا تھا وہ بھی اس واردات پر اپنی حیرت کا جھوٹا کردار ادا کرنے پر مجبور تھا۔ کیمپ تھری میں اس کی حیثیت وہی تھی جو کسی بحری جہاز پر اس کپتان کی ہوتی ہے جیسے سیاہ و سفید کا بلا شرکت غیرے مالک سمجھا جاتا ہے۔ اسے ہر فیصلے کا مکمل اختیار ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی کسی شدید طوفان کے آگے وہ بھی بے بس ہو جاتا ہے۔ کرنل ہنگری کی بھی یہی حالت تھی۔ اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ صرف چار افراد کی موت ایک نئی شکل اختیار کر لے گی وہ کیمپ تھری کا کمانڈنٹ تھا، صاحب اختیار بھی تھا، جو بڑے افسران اس کی ماضی کی کارکردگی سے واقف تھے۔ وہ بھی اس سے خائف ہی رہتے تھے۔ کرنل ہنگری ہٹلر جیسے

سفاک اور بے رحم لیڈر کے ''ڈپلی کیٹ'' کے نام سے مشہور تھا۔اس کے بے تکلف ساتھی بھی اس سے خائف رہتے تھے۔اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرتے تھے مگر اس وقت صورتِ حال کچھ مختلف تھی۔ میٹنگ میں اس کے ساتھی جو چار بڑے شریک تھے وہ بھی گوری چٹی چمڑی کے مالک تھے لیکن ان کا تعلق دوسرے ممالک سے تھا' عہدے کے اعتبار سے وہ بھی کرنل ہنگری کے ہم پلہ تھے اس لیے وہ کھل کر ان پر اپنا کوئی حکم مسلط کرنے سے قاصر تھا' وہ دل ہی دل میں انہیں مغلظات گالیاں بک رہا تھا لیکن ان کی ہاں میں ہاں ملانے پر بھی مجبور تھا۔ حالات کا تقاضا بھی یہی تھا!

''کرنل۔۔۔'' سفید چمڑی کے نمائندہ افسر نے کرنل ہنگری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ٹھوس لہجے میں کہا'' ہم کیپٹن شیری اور اس کے تین ساتھیوں کے مرڈر کو وائٹ واش نہیں ہونے دیں گے''۔

''میرا خیال ہے کہ باقی تین افراد مفت میں لپیٹ میں آ گئے''۔دوسرے افسر نے نچلا ہونٹ چباتے ہوئے اپنی رائے کا اظہار کیا۔قاتل کا اصل ٹارگٹ کیپٹن شیری رہی ہوگی''۔

''یس۔۔۔تیسرے نے دوسرے کی تائید کی'' وہ اپنے ذاتی کردار کے باوجود ایک دور اندیش اور تجربے کار افسر تھی۔ میں اس کا سابقہ ریکارڈ بھی دیکھ چکا ہوں۔اسے اکثر خدمات کے عوض گرانقدر انعامات سے بھی نوازا جا چکا ہے۔ہم اس کی کارکردگی کو فراموش نہیں کر سکتے''۔

''آپ کی کیا رائے ہے؟'' کرنل ہنگری نے خود پر قابو پاتے ہوئے چوتھے افسر کی طرف دیکھا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ کام مجاہدین کا نہیں ہوسکتا''۔ چوتھے افسر نے اپنی نشست پر کسمساتے ہوئے محتاط انداز میں جواب دیا۔

”پھر۔۔۔؟“ کرنل ہنگری چونکے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ اندر ہی اندر بری طرح کھول رہا تھا لیکن حالات کے پیشِ نظر خود کو نارمل ظاہر کر رہا تھا۔

”ہو سکتا ہے کہ اسے ہمارے افراد میں ہی سے کسی نے قتل کرنا ضروری سمجھا ہو اور باقی تین جوان بلاوجہ نشانہ بن گئے“۔

”قتل کی کوئی نہ کوئی وجہ بھی ضرور رہی ہو گی“۔ ہنگری نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

”وجہ معلوم ہوتی تو ہم اس وقت یہاں سر جوڑے بیٹھے ہونے کے بجائے کوئی نہ کوئی عملی جوابی قدم اٹھا چکے ہوتے“ چوتھے افسر نے پائپ کا کش لے کر دھواں اڑاتے ہوئے کہا۔ پھر سفید چمڑی کے نمائندے کی طرف دیکھ کر بولا ”ہم شیری کے قتل کیس کو سرد خانے کے حوالے نہیں کر سکتے“۔

”میں بھی آپ حضرات کی رائے اور مشوروں سے متفق ہوں“۔ کرنل ہنگری نے کچھ توقف کے بعد خلا میں گھورتے ہوئے کہا ”کیپٹن شیری اور اس کے ساتھیوں کے مرڈر کیس کو باقاعدہ انکوائری کمیٹی کے حوالے کیا جائے گا۔ وجوہات کیا تھیں اس کا فیصلہ انکوائری بورڈ کی تفتیش کے بعد ہو گا لیکن فی الحال میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کیپٹن شیری کی خدمات کا اعتراف کرنے کی خاطر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر کیمپ تھری میں ایسا یادگار جشن منایا جائے کہ قاتل یا قاتلوں کی ناپاک روحیں بھی ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھانے کے تصور ہی سے لرز اٹھیں“۔

”جشن کی اصل نوعیت کیا ہو گی؟“ دوسرے افسر نے سپاٹ لہجے میں دریافت کیا۔

”میں۔۔۔ مجاہدین تنظیموں کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ کیمپ تھری

کی جانب نظر اٹھانے کا انجام کیا ہوتا ہے‘‘۔ کرنل ہنگری نے برملا ایک گندی گالی حلق سے اگلتے ہوئے بڑے سفاک لہجے میں کہا’’ ہمارے اتحادی فوجی بہت عرصے سے اپنے وطن سے دور مجرد زندگی گزار رہے ہیں۔ میں ان کے لیے جس بڑے کھانے کا اہتمام کرنے کا سوچ رہا ہوں اس میں انہیں خوبصورتی اور حسین چلتی پھرتی غذائیں فراہم کی جائیں گی جس کا ذائقہ انہیں برسوں یاد رہے گا‘‘۔

’’کیا اس طرح مجاہدین کی سرگرمیاں اور تیز نہیں ہو جائیں گی؟‘‘ تیسرے افسر نے کرنل کو گھورتے ہوئے کہا’’میرا خیال ہے۔۔۔کہ آپ کے اس گرینڈ ڈنر کے اہتمام پر ہمارے اوپر والوں کو بھی اعتراض ہوگا‘‘۔

’’یس کرنل۔۔۔‘‘ چوتھے افسر نے تیسرے کی تائید میں مزید اضافہ کیا’’ہمارے مخالفین اب تک جو قدم اٹھا رہے ہیں وہ اپنی

عزت نفس اور آزادی کی خاطر ہی اٹھا رہے ہیں۔ ہمارا موجودہ قدم انہیں ہمارے خلاف اور مشتعل کردے گا‘‘۔

’’اوپر والوں کو جواب دینا صرف میری ذمے داری ہے‘‘ کرنل ہنگری نے پہلی بار روکھا اندازِ تخاطب اختیار کیا’’ رہا عزت اور آبرو کا مسئلہ تو اسے پاؤں تلے روندنے کے بعد ہی اپنے دشمنوں کو اپنی لازوال طاقت کا احساس دلا سکتے ہیں۔ اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے تو مخالفین کے حوصلے پست ہونے کے بجائے اور بلند ہو جاتے ہیں‘‘۔

’’ایک بار پھر غور کرلیں کرنل۔۔۔ بڑی دعوت کا اہتمام صرف اور صرف آپ کا آئیڈیا ہے۔ اس میں ہم چاروں کی کوئی رائے یا مشورہ شامل نہیں ہے‘‘۔

’’ڈونٹ وری۔ میں اس ذمے داری کو تنہا قبول کرنے کا حوصلہ

بھی رکھتا ہوں'' کرنل ہنگری نے ٹھوس اور دبنگ لہجے میں جواب دیا تو چاروں افسران نے کوئی باز پرس ضروری نہیں سمجھی۔

میٹنگ کے بعد کرنل ہنگری اپنے کیمپ کے اس ساؤنڈ پروف میں چلا گیا جہاں ہر قسم کا انتہائی جدید برقی اور لاسلکی نظام موجود تھا، ان آلات کے ذریعے وہ دنیا کے کسی بھی ملک سے رابطہ قائم کرسکتا تھا۔اس کے چہرے پر اس وقت خون کی گردش بڑی تیز اور تند نظر آ رہی تھی۔ میٹنگ میں اپنی گھٹن کے احساس نے اسے خونخوار زخمی درندے کی طرح سوچنے پر مجبور کر دیا تھا اسی لیے اس نے گرینڈ ڈنر (بڑے کھانے) کے اہتمام کا فیصلہ کیا تھا وہ اس طرح نہ صرف اپنی پوزیشن کو کیپٹن شیری اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے الزام سے بچانا چاہتا تھا بلکہ اپنے ہم پلہ آفیسرز پر بھی یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ مشکل ترین حالات میں بھی دوسروں کو اپنے آخری فیصلے پر مجبور کرنے کی

صلاحیتوں کا مالک تھا'' گرینڈ ڈنر'' کے ذریعے وہ مجاہدین پر بھی اپنا رعب مسلط کرنے کا خواہشمند تھا جو آئے دن کہیں نہ کہیں خودکش حملوں اور شبخون مار کر اتحادی فوجوں کی نفری کو کم کرنے کی تگ و دو میں مصروف عمل تھے۔

تقریباً پندرہ بیس منٹ تک وہ ساؤنڈ پروف کمرے میں تنہا ٹہلتا رہا۔ وہ مجاہدین کی طاقت کو کچلنے کی خاطر اپنے ذہن میں مختلف منصوبے مرتب کر رہا تھا جب وہ سرخ رنگ کا بلب جلنے بجھنے لگا جو اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ کمرے کے باہر کوئی موجود ہے۔ کرنل نے ایک لمحے کو کچھ سوچا پھر بے پروائی سے آگے بڑھ کر ایک ریسیور اٹھا لیا جس کا رابطہ باہر سے بھی تھا۔

''ہواز دیٹ۔۔۔؟'' اس نے اپنے مخصوص سپاٹ لہجے مس ی دریافت کیا۔

"سر۔۔۔اٹ از میجر براؤن"۔

"نان سینس۔۔۔!" کرنل جھلا گیا "میں نے تمہیں سختی سے ہدایت کی تھی کہ فی الحال کچھ دنوں تک مجھ سے دور رہو"۔

"سوری سر۔۔۔" دوسری جانب سے بڑی سنجیدگی سے جواب ملا "لیکن مجھے ابھی ابھی وائرلیس پر ایک ضروری سگنل موصول ہوا ہے جس کی اطلاع آپ کو فوری طور پر دینا ضروری تھی"۔

"کہو۔۔۔"

"ریڈ الرٹ نمبر نائن پر آپ کے لیے جی۔ایچ۔کیو کی جانب سے فوری رابطہ قائم کرنے کی ہدایت ملی ہے"۔

کرنل نے جواب دینے سے پیشتر شارٹ سرکٹ ٹیلی وژن پر بیرونی گیلری کا منظر اجاگر کیا جہاں اسے میجر براؤن کے سوا دور دور تک کوئی اور نظر نہیں آیا۔اس نے مطمئن ہونے کے بعد سوئچ آف کر

دیا پھر ریسیور کے ماؤتھ پیس میں نہایت مدھم مگر سرسراتی آواز میں بولا۔

"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ آپریشن کی بھنک کسی اور کو نہیں ملی؟"۔

"یس سر۔۔۔میں نے پوری احتیاط سے کام کیا ہے"۔

"ناکامی کی صورت میں تمہیں کیا کرنا ہے؟" کرنل نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

"ریڈ کیپسول کا استعمال۔جس کے بعد میری زبان ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائے گی"۔

"گڈ۔۔۔اب تم جا سکتے ہو"۔

میجر براؤن سے رابطہ منقطع کرنے کے بعد اس نے اطمینان کا سانس لیا پھر اس جدید سسٹم کے سامنے جا کر اٹینشن پوزیشن میں کھڑا

ہوگیا۔جس پر بے شمار خفیہ حروف اور نمبر کے سوئچ موجود تھے۔ایک ثانیے تک اس نے کوئی حرکت نہیں کی پھر ہاتھ بڑھا کر آر۔اے۔ نمبر نائن کا سوئچ آن کر دیا۔کمرے میں سوئچ آن ہوتے ہی ہلکی ہلکی کھڑکھڑاہٹ کی آواز ابھرنی شروع ہوگئی جس کا مطلب تھا کہ خودکار نظام نے اپنا کام شروع کر دیا ہے۔۔۔کرنل ہنگری اپنی جگہ اور محتاط نظر آنے لگا۔

آرتھر اس وقت بھی سائے کی طرح مورگن کی نگرانی کر رہا تھا۔

ڈائننگ ہال میں اس کے اور مورنیا کے درمیان ہونے والی ایک ایک بات اس کے کانوں میں گونج رہی تھی۔مورنیا سی ماسٹر کی سب سے زیادہ حسین اور گداز جسم کی مالک ماڈل گرل تھی لیکن مورگن نے اسے پانچ بڑے کرنسی نوٹ دے کر ٹال دیا تھا۔آرتھر کے لیے یہ بات حیرت انگیز ہی تھی اسے پہلی ہی نظر میں شبہ ہوگیا تھا کہ مورگن جو کچھ نظر آ رہا تھا اس کی اصلیت اس سے مختلف ہے ورنہ وہ مورنیا

www.urdurasala.com

جیسی پرکشش ماڈل گرل کو محض ایک ادھوری ملاقات کا اتنا بھاری معاوضہ کبھی نہ دیتا۔ گفتگو کے دوران اس نے مورنیا سے دبی زبان میں یہ بھی کہا تھا کہ وہ ہمیشہ اس کے کیبن میں اس کی خلوتوں کا ساتھی بننے کو ترجیح دے گا۔ یہ جملہ سن کر آرتھر کا ماتھا ٹھنکا تھا۔ وہ مورنیا کو اپنے کیبن میں بلانے سے کیوں گریز کر رہا تھا؟ اس کی کئی وجوہات آرتھر کے شبہے کی تصدیق کر رہی تھیں۔

مورگن کا خوبرو حسینہ کو دیکھ کر بے اختیار چونکنا پھر خود پر قابو پا لینا بھی خالی از علت نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ یہ ایسی باتیں نہیں تھیں جسے آرتھر جیسا تجربہ کار اور گھاگ شخص جو سی۔ آئی۔ اے کا سب سے ذہین ایجنٹ سمجھا جاتا تھا' اتنی آسانی سے فراموش کر دیتا۔ اس کے ذہن اس وقت پوری طرح ڈینس مورگن کی پراسرار شخصیت کی تحلیل نفسی کرنے میں مصروف تھا۔

اس کے ذہن میں مورگن سے متعلق دو شبہات سر ابھار رہے تھے۔۔۔ یا تو وہ مجاہدین کا کوئی اہم کارندہ تھا جو بھیس بدل کر کسی اہم مشن کی تکمیل کی خاطر سی ماسٹر پر سوار ہوا تھا یا پھر کوئی پرائیویٹ سراغ رساں یا پیشہ ور مجرم ہو سکتا تھا جس نے یقیناً کسی بھاری معاوضے کے لالچ میں آ کر اس حسینہ کی بازیابی کا بیڑا اٹھایا ہو گا جسے دیکھ کر وہ اپنی حیرت پر قابو نہیں پا سکا۔ آرتھر نے بڑی باریک بینی سے اس بات کا جائزہ لیا تھا کہ حسینہ کو دیکھ کر مورگن کے چونکنے میں اس کی عیاش فطرت یا جنسی بھوک کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔ اس کے چونکنے کا انداز بالکل ایسا ہی تھا جیسے کوئی ایسی قیمتی شے خلافِ توقع اچانک اس کی نظروں میں آ گئی ہو جس کی اسے شدت سے تلاش ہو۔

دونوں ہی امکانات آرتھر کے تجسس اور شبہے کو ہوا دینے کی خاطر بہت کافی تھا۔ سیاست کے افق پر جو تبدیلیاں تیزی سے آئے دن

www.urdumasala.com

روبنما ہورہی تھی ، وہ ان سے بھی لاعلم نہیں تھا چنانچہ فوری طرح پر یہ رائے قائم کی تھی کہ مورگن بھی کسی مجاہدین تنظیم کا کوئی کارندہ ہے جو کینچلی بدل کر خود کو امریکن ثابت کرنے کی کوشش کررہا تھا یا پھر اسے بھی اس حسینہ کی تلاش تھی جسے سی آئی اے والوں نے ایک مشرقی ملک سے اغوا کر کے اس کی برین واشنگ کے بعد روبوٹ ہی کی حیثیت دے دی تھی جس کا ریموٹ سپر پاور کے اہم کارندوں کے پاس تھا۔ سی ماسٹر پر اس حسینہ کی حفاظت کی ذمے داری کا سارا بوجھ بھی آرتھر کے کندھوں پر تھا۔ وہ اس حقیقت سے بھی واقف تھا کہ اس خوبرو حسینہ کو کہاں سے؟ کیوں؟ اور کس مقصد کے پیشِ نظر اغوا کیا گیا ہے اور اس کا استعمال کہاں کیا جائے گا؟

آرتھر ڈانسنگ فلور کے قریب ہی ایک ایسے حصے میں موجود تھا جہاں سے وہ کسی کی نظر میں آئے بغیر مورگن پر نظر رکھ سکتا تھا جو اس

وقت مورنیا کی کمر میں ہاتھ ڈالے رقص میں مصروف تھا۔ وہ ان دونوں سے خاصے فاصلے پر ہونے کے باوجود ان کے درمیان ہونے والی گفتگو اس آلے کے ذریعے سن رہا تھا جو اس کے چشمے میں کان کے پیچھے پلاسٹک فریم میں پوشیدہ تھا، اس کا رابطہ اس وائرلیس نما نیکلس سے تھا جو مورنیا کے خوبصورت گلے میں موجود تھا لیکن مورنیا بھی اس بات سے ناواقف تھی۔ اس قسم کے نیکلس جہازراں کمپنی کی طرف سے تمام ماڈل گرل کو ان کی شناخت کی خاطر دیے گئے تھے۔ اس کے اندر کیا تھا؟ اس کا علم سیکورٹی افسران کے علاوہ کسی اور کو نہیں تھا۔ اس نیکلس کا تمام ماڈل گرلز کے گلے میں ہر وقت موجود ہونا ضروری تھا۔ انہیں اس بات کی اجازت نہیں تھی کہ ایک لمحے کو بھی اسے اپنے جسم سے اتار سکیں دوسری شکل میں ان کا نام ماڈل گرلز کی لسٹ سے نہ صرف خارج کردیا جاتا تھا بلکہ اگلی بندرگاہ پر اتار بھی دیا

جاتا تھا۔

''تمہارا تعلق امریکا کی کس ریاست سے ہے؟'' مورگن نے مورنیا سے سرگوشی کی۔

''پلیز۔۔۔'' مورنیا نے صاف گوئی سے جواب دیا ''میرا ماضی کھنگالنے کی کوشش مت کرو۔ میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتی جو دوسروں کا ماضی کریدنے کی کوشش کرتے ہیں''۔

''ٹھیک ہے''۔ مورگن نے اس کے گال چوم کر بڑے رومانٹک انداز میں کہا'' تمہارا حسین اور جواب قرب مجھے تمہارے ماضی سے زیادہ عزیز ہے''۔

''بنا رہے ہو شاید''۔ مورنیا پیشہ وارانہ انداز میں اٹھلائی۔

''ایک بات پوچھوں؟''

''ماضی کے علاوہ جو کچھ چاہو پوچھ سکتے ہو''۔

''کیا جسم کے فروخت کے کاروبار میں تمہیں کبھی نفرت اور حقارت کا احساس نہیں ہوا؟''

''پہلے ہوا کرتا تھا۔۔۔'' مورنیا صاف گوئی سے بولی'' اب نہیں ہوتا' شاید اس لیے کہ دولت میری زندگی کی اہم ترین ضرورت بن چکی ہے۔ سی ماسٹر پر ماڈل گرلز میں شامل ہونا آسان بات نہیں ہوتی لیکن اس وقت میں تمہاری بانہوں میں ہوں۔ کمپنی سے اپنا معاہدہ برقرار رکھنے کی خاطر مجھے جو سہ ماہی فیس ادا کرنی پڑتی ہے تم شاید اس کا تصور بھی نہ کرسکو''۔

''تم اگر آمادگی کا اظہار کر دو تو میں اتنا معاوضہ دوں گا جو تمہیں سال بھر کی فیس کی ادائیگی سے بھی بے نیاز کر دے گا'' اس بار مورگن کا لہجہ معنی خیز تھا۔

''میں سمجھی نہیں۔۔۔تم کس آمادگی کی بات کر رہے ہو؟'' مورنیا

نے اسے بڑی قاتلانہ نظروں سے گھورا۔

''تم چاہو تو میں تمہیں ایک معقول رقم بطور ایڈوانس بھی دے سکتا ہوں''۔

''لیکن تم۔۔۔''

''اس حسینہ کو صرف ایک بار میرے کیبن میں لے آؤ'' مورگن نے حسینہ کے سلسلے میں اپنے اشتیاق کی جو جتونی مگر مصنوعی اداکاری کی وہ قابل دید ہی تھی۔

''آئی سی۔'' مورنیا نے مسکرا کر کہا ''میں کوشش کروں گی۔ وعدہ نہیں کرسکتی''۔

آرتھر کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ اس نے مورگن کے سلسلے میں جو رائے قائم کی تھی، وہ غلط نہیں تھی۔ وہ یقیناً کوئی مشکوک اور خطرناک شخص تھا۔ سی ماسٹر پر اس کی موجودگی کا مقصد اس حسینہ کی

بازیابی کے سوا کچھ اور نہیں ہوسکتا تھا۔ آرتھر نے ایک حتمی فیصلہ کرنے کے بعد جس طرح ہاتھ توڑ مروڑ کر انگڑائی وہ اس جنگلی اور وحشی درندے سے ملتی جلتی تھی جو اپنے شکار کی خوراک سے پوری طرح شکم سیر ہونے کے بعد لیتا ہے۔

''ڈیئر مورگن'' اس نے خود کلامی کے انداز میں زیرلب بڑبڑاتے ہوئے کہا ''آرتھر جوزف تمہیں ایسی دردناک موت مارے گا کہ تمہارے دوسرے ساتھی بھی خوف اور دہشت سے بلبلا اٹھیں گے''۔

''لیکن تم میرے لیے یہ کام تنہا انجام دو گی''۔ مورگن نے مورنیا کی کمر میں اپنی گرفت کچھ اور تنگ کرتے ہوئے کہا ''کسی اور کو اس کی بھنک بھی نہیں ملنی چاہیے''۔

''کسی روبوٹ کو ریموٹ کے بغیر اپنی مرضی پر چلانا مشکل ضرور

ہے لیکن میں تمہارے لیے ایک کوشش ضرور کروں گی"۔

آرتھر بڑی توجہ سے ان دونوں کی بات سننے میں مصروف تھا جب اس کی پتلون کی جیب سے مدھم اور ہلکی ہلکی کھڑکھڑاہٹ کی آواز ابھرنے لگی۔ وہ چونکا پھر برق رفتاری سے قدم مارتا ہوا اپنے کیبن میں آ گیا۔ کیبن کو اندر سے لاک کر کے اس نے جیب میں سے جو چیز نکالی وہ بظاہر ایک معمولی کی چین نظر آ رہی تھی جس کی زنجیر کے ایک کونے پر دو چار چابیاں نظر آ رہی تھیں۔ دوسرے کونے پر ربڑ کی ایک مختصر سی گول رنگین بال نظر آ رہی تھی۔ آرتھر نے گیند پر بنے سرخ رنگ کے ایک تکون کو دبایا تو کھڑکھڑاہٹ کی آواز واضح ہونے لگی۔

"کرنل ہنگری۔۔۔ تم نے میٹنگ میں جو فیصلہ کیا ہے وہ ہمیں پسند آیا" کسی مرد کی ٹھوس آواز سنائی دی "اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ہٹلر کی ظالمانہ پالیسی پر عمل کرتے ہوئے دنیا پر یہ بات واضح کر دیں

کہ سپر پاور سے ٹکر لینا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ تم نے گرینڈ ڈنر کا جو آئیڈیا پیش کیا ہے وہ بھی ہمیں پسند آیا" کسی مرد کی ٹھوس آواز سنائی دی "اب وقت آ گیا ہے کہ ہم ہٹلر کی ظالمانہ پالیسی پر عمل کرتے ہوئے دنیا پر یہ بات واضح کر دیں کہ سپر پاور سے ٹکر لینا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ تم نے گرینڈ ڈنر کا جو آئیڈیا پیش کیا ہے وہ بھی ہمیں پسند آیا۔ کیمپ تھری کے قرب و جوار کی بستیوں کو کھنڈر میں تبدیل کر دو۔ نوجوان اور خوبصورت لڑکیاں جبراً اٹھوا لو۔ وہ ہماری اتحادی فوج کے نوجوانوں کے لیے بے حد لذیذ ڈش ثابت ہوں گی کسی سے کسی قسم کی رعایت ضروری نہیں ہمارے لیے مجاہدین کا زور توڑنے کی خاطر اپنی طاقت کا بھرپور مظاہرہ کرنا اب ضروری ہو گیا ہے"۔

"سر۔۔۔" کرنل ہنگری کی بھنبھناتی ہوئی آواز سنائی دی "میں

ہر اعتبار سے سپر پاور کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کروں گا لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا۔۔۔؟ تم خاموش کیوں ہو گئے؟" دوسری جانب سے خشک لہجے میں پوچھا گیا۔

"میرے کچھ ساتھی میرے احکامات سے اختلاف کرنے لگے ہیں"۔ کرنل نے جواب دیا "میں اس قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتا"۔

"میں تمہاری نیچر اور کارکردگی سے بخوبی واقف ہوں لیکن فی الوقت تمہیں دوراندیشی سے کام لینا ہوگا"۔

"میں سمجھتا ہوں سر۔۔۔لیکن۔۔۔"

"نہیں۔۔۔" اس بار دوسری جانب سے تحکمانہ انداز اختیار کیا گیا" اس وقت ہمیں کچھ خاص مصلحتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ہم تمہاری خاطر اپنے اتحادی ساتھیوں کو ناراض نہیں کر سکتے"۔

"سوری سر"

"کرنل ہنگری۔ تم شاید بھول رہے ہو کہ تم ایک غلطی کے مرتکب بھی ہو چکے ہو؟"

"میں سمجھا نہیں سر"۔

"تم میجر براؤن کو نظر انداز کر رہے ہو لیکن دوراندیشی کا تقاضا یہی ہے کہ ہمیں کوئی ثبوت نہیں چھوڑنا چاہیے۔ سمجھ رہے ہو میرا اشارہ؟"۔

"رائٹ سر۔۔۔" کرنل نے تیزی سے کہا۔ "یہ کام میں اپنے ہاتھ سے کروں گا تاکہ مزید کوئی خدشہ باقی نہ رہے"۔

"ابوسلمان کی گرفتاری ابھی تک ہمارے لیے ایک چیلنج بنی ہوئی ہے ہمارے بہترین دماغ دن رات اس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ ہم نے ہر ممکن اور مشتبہ مقام پر ایک خاص آدمی تعینات کر رکھا

ہے۔لیکن ابوسلمان۔۔۔ایک ثانیے کے توقف کے بعد آواز دوبارہ ابھرنی شروع ہوئی''۔وہ شاید جادوگر ہے جو اسے ہماری تمام چالوں کا علم ہو جاتا ہے۔اس کے ساتھی اس کی کمین گاہ کے اطراف دور دور تک پھیلے رہتے ہیں اور اسے پل پل کی خبریں ملتی رہتی ہیں۔وہ جن پہاڑی غاروں میں چھپتا پھر رہا ہے وہاں ہمارے تمام ہتھیار غیر موثر ثابت ہو رہے ہیں۔بھیس بدلنے میں بھی اسے مہارت حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ کئی بار ہمارے بچھائے ہوئے ٹریپ میں آتا آتا رہ گیا۔اس بار اس نے ہماری اطلاع کے مطابق جو حلیہ تبدیل کیا ہے وہ پہلے تمام حلیوں سے مختلف ہے۔میں تمہیں اسکرین پر اس کی ایک جھلک دکھا رہا ہوں۔اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلو''۔

تھوڑی دیر تک چین کے گولے پر صرف کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دیتی رہی آرتھر بری طرح تلملانے لگا لیکن اس کے سوا اس کے

پاس کوئی چارہ بھی نہیں تھا پھر تقریباً دس منٹ کے طویل اور تھکا دینے والے انتظار کے بعد ٹھوس مردانہ آواز دوبارہ سنائی دی۔

''کیا تم نے اسے ذہن کے عدسوں پر محفوظ کرلیا ہے؟''

''یس سر۔۔۔میں اس حلیے میں اسے لاکھوں میں بھی شناخت کر سکتا ہوں''۔کرنل ہنگری کی آواز سنائی دی۔

''کوئی خیال ابھرا تمہارے ذہن میں؟''

''صرف یہی کہ اس بار ہمارے مطلوبہ شخص نے جو حلیہ اختیار کیا ہے وہ پچھلے تمام حلیوں سے حیرت انگیز بھی ہے اور مختلف بھی''۔

''یہ سب کچھ ہمیں غلط راستے پر ڈالنے کے لیے ایک خوبصورت چال بھی ہو سکتی ہے''۔

''کیا مطلب۔۔۔''

''مطلب اس کی گرفتاری کے بعد ہی سمجھا جا سکتا ہے۔تمہیں یہ

تصویر سپر پاور کے ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے دکھائی گئی ہے اس کا ذکر کسی اور سے مت کرنا۔ دیٹ از آل!''

کھڑکھڑاہٹ کی آواز رفتہ رفتہ مدھم پڑھنے لگی تو آرتھر نے جھلا کر کی چین دوبارہ جیب میں ڈالی' وہ بڑی شدت سے اس بات کی گھٹن محسوس کر رہا تھا کہ کاش وہ ابوسلمان کی تصویر بھی دیکھ سکتا اور مورگن سے اس کا موازنہ کرسکتا۔

سنہری فریم کے چشمے کے عقب سے نظر آنے والی اس کی جاگتی ہوئی آنکھیں اس آدم خور چیتے سے مختلف نہیں تھیں جو اپنے شکار پر جھپٹنے سے پہلے اس کے تعاقب میں بڑے محتاط انداز میں ایک ایک قدم پھونک کر اٹھاتا ہے۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی مسلط تھی۔ اس کی گھنی اور تراشیدہ مونچھ اس کی شخصیت میں ایک پر وقار اضافہ لگ رہی تھی۔ اس کی عمر بمشکل پینتالیس اور سینتالیس کے پیٹے میں نظر آ رہی تھی لیکن اپنے ٹھوس اور مضبوط قوی کے سبب وہ

خاصا پرکشش اور چاق و چوبند نظر آ رہا تھا۔اس کے سر اور بھوؤں کے بال بھی بے حد گھنے اور سیاہ تھے۔اس کا رکھ رکھاؤ، چہرے کی ساخت اور رنگت کچھ ایسی ہی تھی کہ پہلی نظر میں یہ اندازہ لگانا دشوار تھا کہ اس کا تعلق کس ملک اور قوم سے ہے لیکن اپنے رکھ رکھاؤ اور نشست و برخاست کے اعتبار سے وہ بظاہر اسپینش نظر آتا تھا۔

سی ماسٹر پر اس کا قیام فرسٹ کلاس کے کیبن نمبر گیارہ میں تھا جب کہ وہ حسینہ جسے مورنیا نے روبوٹ کا نام دے رکھا تھا بارہ نمبر کے کیبن میں قیام پذیر تھی۔اس نے اپنے سفر کا آغاز چونکہ پورٹ الزبتھ سیدو بندرگاہ پہلے سے کیا تھا اس لیے آرتھر جوزف کے لیے اس کی شخصیت کسی طرح مشکوک نہیں تھی لیکن اس کے باوجود اس نے گیارہ نمبر کے مسافر کے بارے میں جس کا نام اس کے سفری کاغذات اور پاسپورٹ کے مطابق مائیکل ڈی الفانسو تھا ہر طرح

چھان بین کرائی تھی۔اس کی معلومات کے مطابق الفانسو ایک سیاح تھا جو دنیا گھومنے کی غرض سے نکلا تھا۔اسے مطالعے کا شوق جنون کی حد تک تھا۔سی ماسٹر پر بھی اس کا بیشتر وقت عرشے پر گزرتا تھا جہاں وہ اپنی لمبی اور آرام کردہ کرسی پر لیٹا مہماتی کتابوں سے لطف اندوز ہوتا رہتا تھا وہ تنہائی پسند بھی تھا اس لیے دوسرے مسافروں سے اس کی صاحب سلامت صرف ڈائننگ ہال تک محدود تھی البتہ آرتھر نے اس کے ساتھ کچھ راہ و رسم پیدا کر لی تھی۔اس طرح وہ الفانسو سے رسمی ملاقاتوں کے بہانے بارہ نمبر میں مقیم اس حسینہ کی نگرانی اور حفاظت کا کام بھی بخوبی انجام دے سکتا تھا جس کی ذمے داری اس نے۔آئی۔اے کے اعلیٰ عہدے دار کے بے حد اصرار کے بعد قبول کی تھی۔

اس وقت بھی جھٹ پٹا ہونے کے باوجود الفانسو اپنے کیبن کے سامنے والے حصے میں جہاز کی ریلنگ کے قریب آرام کرسی پر نیم

www.urduasala.com

دراز ایک مہماتی سفرنامے کی ورق گردانی کررہا تھا جب آرتھر نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

’’میرے معزز دوست کیا میں آپ کی مصروفیات میں تھوڑا سا وقت مستعار لے سکتا ہوں؟‘‘۔

الفانسو نے کتاب بند کر کے آرتھر کو دیکھا۔ اس کا انداز اس بات کی غمازی کررہا تھا کہ اس وقت اسے آرتھر کی مداخلت گراں گزری تھی لیکن قبل اس کے کہ وہ آرتھر سے اس کے جملے کی وضاحت طلب کرتا، آرتھر نے بڑی انکساری سے درخواست کی۔

’’میں آپ کا قیمتی وقت زیادہ برباد نہیں کروں گا۔ مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے لیکن اس کے لیے آپ کو میرے ساتھ اپنے کیبن تک چلنے کی زحمت گوارا کرنی ہوگی جس کے لیے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں گا۔‘‘

’’کیا تم وہ بات یہاں نہیں کر سکتے‘‘ الجھے ہوئے انداز میں سوال کیا گیا’’ کیبن میں چلنا کیا ضروری ہے؟‘‘۔

’’جی ہاں۔۔‘‘ آرتھر نے جواب دیا’’اس کا اندازہ آپ کو میری بات سننے کے بعد ہی ہو سکے گا‘‘

الفانسو نے ایک بار پھر آرتھر کو گہری نظروں سے دیکھا پھر کتاب کو ہاتھ میں دباتے ہوئے اپنے کیبن میں آگیا۔ آرتھر نے کیبن میں داخل ہوتے ہی دروازہ اندر سے بولٹ کر لیا۔

’’کہو۔۔۔ کیا کہنا ہے؟‘‘ کیبن میں داخل ہو کر وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ قریب رکھی میز پر موجود سگار بکس سے ایک سگار نکال کر سلگایا پھر اس کا طویل کش لیتے ہوئے خشک لہجے میں بولا’’میں تمہیں دس منٹ سے زیادہ نہیں دے سکوں گا‘‘۔

’’کیا آپ کو علم ہے کہ بارہ نمبر کیبن میں ایک خوبرو حسینہ تنہا سفر کر

رہی ہے؟'' آرتھر نے بے حد سنجیدگی سے پوچھا۔

''وہاٹ۔۔۔؟'' الفانسو برا سا منہ بنا کر بولا'' کیا یہ ضروری ہے کہ میں اپنے ساتھ سفر کرنے والوں کے بارے میں چھان بین کروں؟ ویسے تمہاری اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ مجھے خوبصورت حسیناؤں سے کبھی کوئی دلچسپی نہیں رہی''۔

''میں جانتا ہوں میری محترم لیکن ہمسفر ہونے کی حیثیت سے۔۔۔''

''تم شاید میرا وقت ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔'' الفانسو نے اس کی بات کاٹتے ہوئے تلخ لہجے میں جواب دیا'' میں اس قماش کا نہیں ہوں جو تم سمجھ رہے ہو''۔

''آپ کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ اس حسینہ کی جان خطرے میں ہے''۔ آرتھر نے سرسراتے لہجے میں کہا'' کچھ افراد نے قتل کر

دینے سے یا پھر اغوا کرنے کی خاطر سازشوں کا جال بن رہے ہیں''۔

''ہو سکتا ہے کہ تمہاری اطلاع درست ہو لیکن اس حسینہ کے قتل یا اغوا کیے جانے سے میری ذات کا کیا تعلق ہے؟'' الفانسو نے جھلائے ہوئے انداز میں سگار کے چار پانچ لمبے لمبے کش لگاتے ہوئے کہا'' ایک منٹ۔۔۔ کیا تم میری ذات پر کسی قسم کا شبہ کرنے کی حماقت میں مبتلا ہو گئے ہو؟''

''میرا مطلب یہ نہیں تھا''۔ آرتھر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔'' میں جانتا ہوں کہ آپ دونوں صرف ایک دن کے لیے اپنا کیبن اس طرح بدل لیں کہ کسی تیسرے فرد کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے''۔

''نان سینس۔۔۔'' الفانسو کے چہرے پر زلزلے کی سی کیفیت طاری ہونے لگی، وہ صوفے سے جھلا کر اٹھتا ہوا بولا'' کیا تم یہ چاہتے

www.urdurasala.com

ہو کہ اس حسینہ کے دھوکے میں قاتل میرا کام تمام کر دیں؟۔۔۔ مم۔۔۔میں کپتان سے تمہاری شکایت کروں گا۔ یہ پہلا اتفاق ہے جب سفر کے دوران مجھے تمہارے جیسے نامعقول اور احمق کارندوں سے واسطہ پڑا ہے لیکن میں اس سلسلے میں شدید احتجاج کا بنیادی حق بھی رکھتا ہوں''۔

''ون منٹ مسٹر الفانسو۔۔۔'' آرتھر نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ''میرا خیال ہے اسے دیکھنے کے بعد آپ کو میری صحیح حیثیت اور ذمے داری کا احساس ہو جائے گا''۔

الفانسو نے جھلا کر کارڈ اپنے ہاتھ میں لیا لیکن پھر اس پر آرتھر کی تصویر کے ساتھ جو اندراجات موجود تھے اسے دیکھ کر سمندر کے جھاگ ہی کی طرح بیٹھ گیا۔ ایک لمحے تک وہ گم صم کھڑا آرتھر کو دیکھتا

رہا اور سگار کے کش لگاتا رہا پھر ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔

''مائی ڈیئر۔۔۔ اگر میں تمہاری موجودہ حیثیت میں تمہاری درخواست قبول بھی کرلوں تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ قاتل یا جرائم پیشہ مجرم اس حسینہ کو معاف کر دیں گے جس کے بارے میں تم تشویش میں مبتلا ہو؟''

''یہ سوچنا میرا ذاتی مسئلہ ہے''۔

''کیا؟'' ۔۔۔جو کچھ تم مجھے چاہتے ہو میں اسے تمہارا حکم سمجھوں؟''۔ الفانسو کے چہرے پر تناؤ کی کیفیت ابھرنے لگی۔

''قطعاً نہیں میرے عزیز۔۔۔'' آرتھر نے تیزی سے وضاحت کی۔ ''میں صرف ایک لڑکی کی جان بچانے کی خاطر آپ سے تعاون کی درخواست کر رہا ہوں''۔

''کون ہے وہ لڑکی؟ تم اس کی ذات میں اس قدر دلچسپی کیوں

www.urdurasala.com

دکھا رہے ہو؟''

''مجھے افسوس ہے کہ آپ کے سوالات کی وضاحت کرنا میرے پیشے اور اصول دونوں کے خلاف ہے''۔ آرتھر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

''اور اگر میں بھی ایک معزز شہری کے حقوق کا استعمال کرتے ہوئے تمہاری درخواست کو رد کر دوں تو؟''

''مجھے مجبوراً کوئی دوسرا موثر طریقہ اختیار کرنا ہوگا''۔

آرتھر نے پہلی بار قدرے درشت انداز میں کہا ''لیکن ایسی صورت میں میری درخواست ہوگی کہ ابھی میرے اور آپ کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس کو ذہن سے حرف غلط کی طرح خارج کر دیں۔ اس کی بھنک کسی اور کو نہیں ملنی چاہیے''۔

''ہاں۔۔۔ میں اس بات کا خیال رکھوں گا''۔

آرتھر ہونٹ کاٹتا ہوا واپسی کے لیے پلٹا تو الفانسو نے اسے آواز دے کر روکا۔

''کیا تم میرے ایک سوال کا جواب دو گے؟''

''پوچھیے؟''

''تم میری ذات پر اس قدر بھروسا کیوں کر رہے ہو؟''

''اس لیے کہ میں آپ کے بارے میں پوری طرح چھان بین کر چکا ہوں اور پوری طرح مطمئن ہوں''۔

''کبھی کبھی انسان کی خود اعتمادی اور اطمینان بھی اس کے لیے زحمت کا باعث بن جاتا ہے'' الفانسو نے اسے گھورتے ہوئے بے حد سنجیدگی سے کہا۔

''میں سمجھا نہیں؟''

''میں جس ناول کا مطالعہ کر رہا ہوں اس میں تاریک براعظم کے

ان دور دراز علاقوں کا حیرت انگیز ذکر موجود ہے جو ابھی تک پوری طرح دریافت نہیں کیے جا سکے لیکن کتاب کے مصنف نے وہاں کے خوں خواں اور وحشی قبائل کے بارے میں جو حیرت انگیز باتیں لکھی ہیں، وہ انسان کو حیرت میں ڈال دینے کے لیے بہت کافی ہیں“۔

”مجھے بھی فکشن سے دلچسپی ہے لیکن صرف پڑھنے کی حد تک۔۔۔اس میں اسرار پیدا کرنے کی خاطر جو کلی پھدنے لگائے جاتے ہیں ان پر یقین نہیں رکھتا“۔

”تم شاید بخل سے کام لے رہے ہو مائی ڈئیر۔۔۔“ الفانسو نے کہا”ورنہ افریقہ کے دور دراز علاقوں میں زہریلی سوئیوں کا استعمال اس خوبصورتی سے کیا جاتا ہے کہ خود مقتول بھی انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ایک مختصر سے سرکنڈے کے بظاہر ناکارہ نظر نے والے پائپ میں زہریلی سوئی رکھ کر اسے دشمن کی طرف

پھونکا جاتا ہے اور پلک جھپکتے میں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔۔۔ہماری ایڈونچرس فلموں میں آج بھی اس طریقہ کار کو بڑی خوبصورتی سے فلمایا جاتا ہے“۔

”میرا خیال ہے کہ ہم ایک اہم موقع پر ایک فضول بحث کو درمیان میں لا کر اپنا قیمتی وقت برباد کر رہے ہیں“۔ آرتھر نے خشک آواز میں جواب دیا لیکن پھر دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ جو کچھ اچانک رونما ہوا تھا اس کا خیال آرتھر کے فرشتوں کے تصور میں بھی کبھی نہیں آیا تھا۔

الفانسو نے دھواں دیتے ہوئے سگار کے درمیانی حصے کو دو انگلیوں سے ہلکا سا دبا کر زوردار پھونک ماری تو آرتھر کو اپنے سینے اور گلے کے درمیانی نشیبی حصے پر ہلکی سی چبھن کا احساس ہوا پھر جیسے اس پر سکتہ طاری ہو گیا ہو۔ اس کی آنکھوں کی پتلیاں اپنے حلقوں کے

درمیان پلک جھپکنے کی مختصر مدت میں پتھرا کر رہ گئیں۔ وہ منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی کسی کٹے ہوئے جان شہتیر کی طرح سینے کے بل دبیز قالین پر گرا اور ہمیشہ کے لیے زندگی کے قید و بند سے آزاد ہو گیا۔

اگلے ہی لمحے الفانسو نے جیب سے اپنا مخصوص بال پین نکال کر اس کے کلپ کو دبایا اور اپنے کسی ساتھی کو ضروری ہدایت دینے لگا۔ وہ جس زبان میں باتیں کر رہا تھا وہ اسپینش اور انگریزی سے قطعی مختلف اور صرف قبائلی علاقوں میں بولی جاتی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر اس وقت بڑی شاطرانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھی جس میں انتقامی کامیابی کا احساس جھلک رہا تھا۔

کیمپ تھری کا پورا علاقہ اس وقت ظلم و بربریت کا بدترین اکھاڑا بنا ہوا تھا۔ جہاں کے چپے چپے پر انسانیت برہنہ ہو کر ایسا وحشت ناک رقص پیش کر رہی تھی جس کی مثال تاریخ میں کہیں پہلے نہیں ملتی تھی۔

''بڑے کھانے'' کے اعلان نے اتحادی فوجوں کے جوانوں میں خوشی کی لہر پھونک دی تھی انہیں کرنل ہنگری کی طرف سے مظلوم اور بے قصور بستیوں میں رہنے والے غیر متعلقہ افراد کے خلاف جو گرین سگنل ملا تھا اس نے انہیں جنگلی درندہ بنا دیا تھا، اسلحہ کے زور پر اتحادی

www.urdusala.com

فوج درندے سرِ شام ہی سے کیمپ نفری کی نزدیکی بستیوں پر ٹوٹ پڑے تھے، انہوں نے بوڑھوں اور بچوں کو بڑی بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار کر اپنا راستہ صاف کیا، نوجوان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر انہیں بے بسی کے عالم میں تڑپتا چھوڑ دیا۔ بچوں کو وزنی جوتوں تلے روند کر ان کی چیخ و پکار کو دبانے کی کوشش کی گئی۔ بوڑھی عورتوں، کمسن اور جوان لڑکیوں کو گھسیٹ کر کیمپ میں لے آئے۔ جہاں عمر رسیدہ عورتوں کو برہنہ کر کے اور ان کے ہاتھ پاؤں رسیوں میں جکڑ کر تماشا دیکھنے کے لیے ڈال دیا۔ کمسن اور نوجوان لڑکیوں کے جسم کے لباس کو پھاڑ کر تار تار کیا گیا پھر نوچ کھسوٹ شروع کر دی گئی۔

نشے میں بہکے ہوئے اتحادی فوجی درندے آدم خور بھیڑیوں کی طرح تہذیب کی دھجیاں اڑانے میں مگن تھے۔ عورتوں کی چیخ و پکار اور فوجی جوانوں کے وحشت ناک فاتحانہ قہقہوں سے کان پڑی آواز

نہیں سنائی دے رہی تھی۔ اتحادی کیمپ میں کرنل ہنگری زندہ باد کے نعرے گونج رہے تھے۔ ان نعروں میں نوجوان لڑکیوں کی چیخ و پکار بھی شامل تھی۔ وہ اپنے اوپر ظلم توڑنے والے کے آگے ہاتھ جوڑ جوڑ کر رحم کی درخواست کر رہی تھیں۔ انہیں اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھیں کہ ان کا تعلق کسی بھی تنظیم سے نہیں ہے۔ طرح طرح کے واسطے دے رہی تھیں لیکن مغربی تہذیب کے وحشی درندے جنہیں فوجی تربیت کے دوران محاذِ جنگ پر کان بند رکھنے اور حریف پر ہر قسم کے ظلم توڑنے کی ٹریننگ دی گئی تھی اس وقت بھی اسی تربیت کے زیرِ اثر من مانی کرنے میں مصروف تھے۔ کرنل ہنگری کی طرف سے ملنے والی ایک رات کی کھلی چھٹی اور ''بڑے کھانے'' کے اعلان نے انہیں پوری طرح وحشی بنا دیا تھا۔ وہ اس آزادی کے لیے ایک ایک لمحے کو رنگین بنانے کی خاطر اپنی جنسی بھوک مٹانے اور اپنے بچھڑ

جانے والے ساتھیوں کا انتقام لینے کی خاطر نہتی اور کمزور عورتوں اور لڑکیوں پر ظلم ڈھا رہے تھے۔ پاگل کتوں کی طرح ان کا جسم بھنبھوڑ رہے تھے اور فتح کے نعرے بلند کر رہے تھے۔

کیپٹن ہنگری کچھ دیر تک دوڑ کھڑا ''تھری ایکس'' فلم کے جیتے جاگتے مناظر سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر وہ اپنے ساؤنڈ پروف کمرے میں آ گیا، میجر براؤن اس کے حکم کے مطابق اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

''میجر۔۔۔'' ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچ کر وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور میجر براؤن کو سپاٹ نظروں سے گھورتا ہوا بولا ''میرا خیال ہے کہ تمہیں آج کے اس بڑے کھانے میں شریک نہ ہونے کا افسوس ضرور ہو رہا ہوگا''۔

''سر!'' میجر نے ایک ماتحت کی طرح پورے آداب کو ملحوظِ خاطر

رکھتے ہوئے سنجیدگی سے جواب دیا ''میں آپ کا ہمیشہ وفادار رہا ہوں۔ آپ کا حکم میرے لیے اس گرینڈ ڈنر سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے''۔

''گڈ۔۔۔ میں تمہارے جواب سے خوش ہوا'' کرنل ہنگری نے اسے مسکرا کر معنی خیز نظروں سے گھورا ''ایک فوجی کی سب سے اہم ذمے داری یہی ہے کہ وہ اپنے افسران کے حکم کی تعمیل میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ یا اپنی پسند اور ناپسند کا مظاہرہ کرنے سے گریز کرے۔ تم اس معیار پر پورے اترتے رہے ہو''

''سر۔۔۔ آپ کو آئندہ بھی کسی شکایت کا موقع نہیں ملے گا''۔

''کیا تم یہ جاننا پسند نہیں کرو گے کہ میں نے تمہیں بڑے کھانے سے دور رکھنا کیوں ضروری سمجھا؟'' کرنل ہنگری کے ہونٹوں پر بڑی پراسرار مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

''سر۔۔۔میرا خیال ہے کہ اس میں بھی آپ کی کوئی دوراندیشی یا مصلحت شامل ہوگی۔

''لیں۔۔۔دوراندیشی۔۔۔مصلحت۔'' کرنل ہنگری نے الفاظ چباتے ہوئے کہا پھر بڑی سنجیدگی سے بولا ''جس طرح تم میرے حکم کی پیروی کرتے ہو اسی طرح میرے لیے بھی اوپر والوں کا ہر حکم ماننا ضروری ہے''۔

''میں سمجھا نہیں سر۔۔۔'' میجر براؤن کو پہلی بار اس بات کا احساس بڑی شدت سے ہوا تھا کرنل ہنگری نے اچانک جو بڑی سنجیدگی اختیار کی ہے وہ شاید اس کے حق میں بہتر ثابت نہ ہو۔ کرنل کے قریبی ماتحتوں میں شامل ہونے کی وجہ سے اسے اس بات کا بخوبی علم تھا کہ کرنل کے سینے کے اندر دل نہیں بلکہ پتھر تھا۔ اس کے پاس رحم اور رعایت کا کوئی خانہ نہیں تھا۔

''جس طرح تمہارے شعبے نے کیپٹن شیری اور اس کے تین ساتھیوں کو ہم سے جدا کر دیا تھا بالکل اسی طرح اب تم بھی ہمارے صف میں زیادہ دیر شامل نہیں رہ سکتے''۔ کرنل ہنگری نے جملہ مکمل کرتے ہی بڑی پھرتی سے اپنا سروس پستول نکال کر اس پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

''سر۔۔۔'' میجر براؤن کو اپنے انجام کا اندازہ ہوا تو اس کی آواز کپکپانے لگی ''میرا قصور کیا ہے؟''

''تو قصور۔۔۔'' کرنل نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا ''تم مرنے کے بعد بھی مجھے اتنے ہی عزیز رہو گے جتنے اس وقت ہو لیکن ہائی کمان کا یہی حکم ہے کہ کیپٹن شیری اور اس کے ساتھیوں کے تمام ثبوت کو ختم کر دیا جائے اور تم۔۔۔آخری ثبوت ہو''۔

''سر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ۔۔۔''

www.urdurasala.com

لیکن وہ اپنا جملہ مکمل نہ کر سکا۔ کرنل ہنگری کے پستول کا ٹریگر دو مرتبہ تیزی سے حرکت میں آیا اور میجر براؤن کی کھوپڑی پاش پاش ہو گئی۔ وہ کوئی آواز نکالے بغیر ہی لڑکھڑا کر فرش پر گرا اور اپنے فرائض کی تمام ادائیگی سے بے نیاز ہو گیا۔

کرنل ایک لمحے تک اس کی لاش کو سپاٹ نظروں سے گھورتا رہا پھر وہ پستول کو دوبارہ ہولڈر میں رکھتا ہوا اٹھا ہی تھا کہ بڑی اسکرین کے اوپر لگا ہوا سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا' کرنل نے لپک کر ایک سوئچ آن کیا پھر ہیڈ فون اٹھا کر کانوں سے لگا لیا۔

''سر۔۔۔ کرنل ہنگری اٹنڈنگ''۔

''کرنل، تمہارے لیے کچھ بری خبریں ہیں''۔ دوسری جانب سے ٹھوس آواز میں کہا گیا ''ہم مجاہدین کے درمیان پھوٹ ڈالنے کی خاطر جو حسین اور خوبصورت روبوٹ تمہیں بھیج رہے تھے اسے سی

ماسٹر سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ ہمارا ایک اہم اور با اعتماد کارندہ آرتھر جوزف بھی مارا گیا جو روبوٹ کی نگرانی کر رہا تھا۔ در پردہ ہمارے کام، کام آنے والی ایک ماڈل گرل کو بھی بیدردی سے قتل کر دیا گیا۔ ہمیں آرتھر جوزف کے لباس میں مخفی خودکار کیمرے سے جو فلم موصول ہوئی ہے اس کے مطابق موت سے پہلے وہ آخری بار کیبن نمبر گیارہ کے ایک مسافر مائیکل ڈی الفانسو سے ملا تھا جس نے اپنے سگار کے اندر موجود بلیو پائپ کے ذریعے زہریلی سوئی پھونک کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا''۔

''سر۔۔۔'' کرنل ہنگری نے ٹپٹاتے ہوئے دریافت کیا ''کیا الفانسو کو گرفتار کر لیا گیا؟''

''احمقانہ سوالات سے پرہیز کرو'' درشت لہجے میں جواب ملا ''الفانسو نے آرتھر جوزف کو مارنے کے بعد ہی ہمارے انتہائی اہم

روبوٹ کو اغوا کیا ہوگا۔ اس کے علاوہ کچھ اور مسافر بھی پراسرار طور پر ہی ماسٹر سے غائب ہوگئے ہیں“۔

”میرے لیے کوئی خاص حکم؟“ کرنل ہنگری نے مختصر سوال کیا۔

ہمارا اندازہ ہے کہ مائیکل ڈی الفانسو' ابوسلمان اور ہمیں خاص طور پر جس دشمن کی تلاش ہے وہ سب ہی ایک ہی شخصیت کے مختلف روپ ہیں۔ اصلیت کیا ہے اس کا سراغ لگانے کی خاطر سپر پاور کے بہترین دماغ پوری دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تمہیں فی الحال حالات کے پیشِ نظر یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اسلحہ کے ذخیرے کا خاص خیال رکھو۔ اس سلسلے میں کسی کوتاہی کی سزا کا علم تم جانتے ہو گے۔۔۔ دیٹ از آل“۔

دوسری جانب سے رابطہ منقطع کردیا گیا۔ کرنل ہنگری ایک ثانیے تک اپنی جگہ ساکت و جامد کھڑا رہا پھر ہیڈ فون اتار کر وہ لمبے لمبے قدم

اٹھاتا ہوا ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آگیا ”بڑے کھانے“ سے ابھرنے والی چیخ و پکار کی آوازیں پھر اس کے کانوں سے ٹکرانے لگیں۔ کرنل کے ذہن میں اسلحہ کا ذخیرہ بار بار ابھر رہا تھا جس کی تباہی اس کی موت کا سبب بھی بن سکتی تھی۔ اس کا دل ہیڈ کوارٹر کی جانب سے ملنی والی اطلاع کے بعد بری طرح دھڑک رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس بار بار کسی خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اسی وقت ذاتی طور پر ڈیوٹی پر موجود ایک دو با اعتماد ماتحتوں کے ہمراہ خود جا کر اسلحہ خانے کی حفاظت کے انتظامات کا جائزہ لے گا اور اس کی نگرانی پر مامور افراد کو سخت احکامات دے گا۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈیوٹی روم کی طرف جارہا تھا جب اچانک کہیں دور سے خودکار رائفلوں کی تڑتڑاہٹ کی خوفناک آوازیں سنائی دیں پھر اس کے بعد جو دھماکے ہونے کی کان پھاڑ آوازیں ابھرتی

شروع ہوئیں اس سے پورے کیمپ کی زمین اس طرح لرز اٹھی جیسے شدید نوعیت کا زلزلہ آ گیا ہو۔ دور آسمان پر نظر آنے والے سرخ شعلوں اور اس کے اطراف نظر آنے والے سیاہ بادلوں کو دیکھ کر ہی کرنل کو صورتِ حال کی ہولناکی کا اندازہ ہو گیا۔

دھماکوں کے ساتھ ہی زلزلے کی جو کیفیت پیدا ہوئی تھی اس نے کرنل ہنگری کا توازن بھی بگاڑ دیا وہ چکرا کر زمین پر گرنے سے بال بال بچا تھا۔ اس کی پھٹی پھٹی نظریں بدستور دھماکوں کے ساتھ ابھرنے والے ان خطرناک شعلوں کو دیکھ رہی تھیں جو آسمانوں سے باتیں کرتے نظر آ رہے تھے۔ بڑے کھانے کے شور وغل میں اب اتحادی فوجیوں کی چیخ و پکار اور بھگدڑ کی آوازیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔ ہر سو حشر کا سماں طاری تھا۔

کرنل ہنگری کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا۔ ایک تجربے

کار فوجی کی حیثیت سے وہ اس بات سے بھی واقف تھا کہ اگر اس نے زندگی بچانے کی خاطر فرار ہونے کی کوشش کی تو بھگوڑوں کی فہرست میں شامل ہو جائے گا پھر اسے چوروں کی طرح بھیس بدل کر در بدر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں گی۔

اس کے ساتھی اسے بزدل اور نامرد کے نام سے یاد کریں گے اور اگر اس نے خود کو حالات کے دھاروں پر چھوڑ دیا تو اسے ''کورٹ مارشل'' کے ذلت آمیز مرحلوں سے گزرنا ہو گا جو اسے کسی قیمت پر منظور نہیں تھا۔ اس کے پاس صرف ایک ہی راستہ باقی رہ گیا تھا جس پر عمل کرتے ہوئے اس نے ہولسٹر سے پستول نکال کر اپنی کنپٹی پر رکھا پھر آنکھ بند کر کے ٹریگر دبا دیا۔۔۔اس کی کھوپڑی کا حشر میجر براؤن سے کہیں زیادہ عبرتناک ثابت ہوا۔

ڈینس مورگن کو قوی امید تھی کہ وہ مورنیا کے ذریعے اس حسینہ کو اغوا کر کے اس تنظیم تک پہنچانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جس نے ایک کروڑ غیر ملکی کرنسی کے عوض کی خدمات حاصل کی تھیں۔ معاوضے کی رقم اس مہم میں ہونے والے اخراجات کے علاوہ تھی جو وہ بے دریغ خرچ کر رہا تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ وہ معاوضے کی تیس فیصد رقم بھی بطور ایڈوانس حاصل کر کے اپنے سوئس بینک میں جمع کرا چکا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ اس مہم کی کامیابی کے بعد کم از کم چھ ماہ تک

مکمل آرام کرے گا۔ اس نے سی ماسٹر پر سوار ہونے سے پہلے ہی حسینہ کو لے کر فرار ہونے کے تمام منصوبے بڑی مہارت سے تیار کر رکھے تھے۔ اپنے امریکن ٹورسٹر میں جسے وہ ہینڈ کیری کر رہا تھا اس نے ایسی تمام ضروری اشیا جمع کر رکھی تھیں جو کامیابی کی شکل میں کھلے سمندر میں سفر کرنے میں اس کی معاون ثابت ہو سکتی تھیں۔ وہ براہ راست اس حسینہ سے ملاقات کرنے کے بجائے کسی اور کے ذریعے اسے اپنے کیبن تک بلانا چاہتا تھا جس کے بعد اسے اپنی کامیابی کا مکمل یقین تھا۔ مورنیا پیشے کے اعتبار سے ایک ''بکاؤ مال'' تھی جس کو مورگن نے پہلی ہی ملاقات میں پوری طرح شیشے میں اتار لیا تھا اسے اس بات کا شبہ بھی تھا کہ جن لوگوں نے کثیر رقم کی ادائیگی کے بعد اس کی خدمات خریدی تھیں ان کا کوئی نہ کوئی نمائندہ بھی سی ماسٹر پر ضرور موجود ہوگا اس لیے وہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا جو اس

www.urdumasala.com

کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بن سکے، مورنیا کو آمادہ کرنے کے باوجود وہ ذاتی طور پر پوری طرح چوکنا تھا لیکن شاید مقدر کا پانسا اس کے حق میں نہیں تھا۔

جس رات اس نے مورنیا کو اپنا آلہ کار منتخب کیا تھا اس کے دوسرے ہی روز کسی نامعلوم شخص نے نہایت برہم انداز میں اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے جب یہ منحوس اطلاع دی کہ ''جو شخص حسینہ کی نگرانی پر مامور تھا وہ گیارہ نمبر کے کیبن میں مردہ پایا گیا اور حسینہ کو کچھ منظم لوگوں نے اغوا کر لیا ہے''۔ تو مورگن کے ہوش اڑ گئے۔ اسے آرتھر پر روزِ اول ہی سے شبہ تھا اور اب اس کی تصدیق بھی ہوگئی لیکن آرتھر کی موت سے اسے کوئی ہمدردی نہیں تھی، اچانک رونما ہونیوالے حالات کی روشنی میں اس کے لیے سب سے اہم مسئلہ اپنی زندگی بچانا تھا چنانچہ اس نے پہلی فرصت میں رات کی تاریکی سے

فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے سامان سے غوطہ خوروں والا ہلکا سا سامان نکالا اور نقدی سنبھالی اور باہر نکل کر مختصر راستہ اختیار کر کے جہاز کی ریلنگ تک پہنچا پھر اس نے بڑی بے جگری سے سمندر میں چھلانگ لگانے کی خاطر ریلنگ کو مضبوطی سے تھام کر سمر سالٹ کا مظاہرہ کیا اور ہوا میں تیرتا ہوا سمندر کی لہروں میں جا پڑا۔

اس بات کا اندازہ تھا کہ اگلی بندرگاہ کتنے فاصلے پر ہو سکتی ہے مگر ایک ماہر تیراک ہونے کی حیثیت سے بھی اسے اس بات کا یقین تھا کہ وہ سمندر کی موجوں کو پچھاڑتا ہوا اس ساحل تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائے گا پھر اس تیز رفتار موٹر بوٹ کو قریب آتا دیکھ کر اس کے لیے زندگی کی امید اور بڑھ گئی جو سی ماسٹر کے عقب سے نکل کر اسی جانب آ رہی تھی۔

موٹر بوٹ نے قریب پہنچ کر اسے سمندر سے نکال لیا اور اب وہ

ان اچھے اجنبیوں کے ساتھ برق رفتار موٹر بوٹ میں بیٹھا آنے والے حالات پر غور کر رہا تھا، گھپ اندھیرے کے باعث وہ اپنے ہم سفروں کے چہرے پوری طرح نہیں دیکھ سکا جنہوں نے لائف جیکٹس پہن رکھی تھیں، وہ انہیں فی الحال امداد غیبی ہی سمجھ رہا تھا لیکن جب اس کی نگاہیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئی تو اس کی نظر پہلے اس حسینہ پر پڑی جو موٹر بوٹ کے درمیان ایک چوبی تختے پر پڑی تھی اس کے منہ پر ٹیپ لگا کر خاموش کر دیا گیا تھا۔اس کے ہاتھ پیر بھی یقیناً بندھے ہوئے تھے۔ جو وہ عجیب تکلیف دہ انداز میں حالات سے نجات حاصل کرنے کی خاطر اپنے نازک بدن کو جنبش دے رہی تھی۔

اپنے حسین شکار کو دیکھ کر مورگن کی نظروں کے سامنے ایک بار پھر غیر ملکی کرنسی کی موٹی موٹی گڈیاں رقص کرنے لگیں مگر دوسرے ہی

لمحے جب اس کی نظر موٹر بوٹ چلانے والے کے قریب بیٹھے ہوئے شخص پر پڑی تو اس کے جسم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔وہ اس مسافر کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا جو گیارہ نمبر کے کیبن میں سفر کر رہا تھا۔اسے کسی نامعلوم شخص کی جانب سے حسینہ کے اغوا کے پیغام کا خیال آیا تو اس کے اعصاب چٹخنے لگے۔

www.urdurasala.com

مورگن کو اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ اس نے زندگی بچانے کی خاطر موٹر بوٹ میں پناہ لینے کی جو کوشش کی تھی وہی اس کے لیے موت کا سبب بھی بن سکتی تھی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ اس کا چہرہ اس وقت غوطہ خوروں کے ماسک کے اندر چھپا ہوا ہے۔ اس سے پہلے کے حسینہ کو اغوا کرنے والے اس کی اصلیت جان سکتے وہ دوبارہ سمندر میں چھلانگ لگا کر اندر ہی اندر کی دسترس سے بہت دور نکل سکتا تھا۔ اس کی نظریں اور دماغ دونوں مشینی انداز میں حالات کا جائزہ

لے رہے تھے۔

موٹر بوٹ کے تمام افراد نے سوائے سنہری فریم والے کے اپنے چہروں کو سفید ماسک کے عقب میں چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے نصف گھنٹا گزر جانے کے باوجود ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ موٹر بوٹ کی لائٹس بھی آن نہیں کی گئی تھیں۔ مورگن اپنے فرار کے امکانات کا جائزہ لینے میں مصروف تھا جب فضا میں جھینگروں کے تڑتڑانے کی مدھم آواز ابھری۔ مورگن خفیہ قسم کے اس ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سن کر چونکا جو صرف حساس اداروں کے استعمال میں رہتے تھے۔ وہ اور چوکس ہو کر بیٹھ گیا۔

''یس۔۔۔'' موٹر بوٹ چلانے والے نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کیا پھر دبنگ اور ٹھوس لہجے میں بولا۔

''ریسکیو پارٹی نمبر فور اٹنڈنگ۔۔۔'' اس کا لہجہ برطانوی نژاد

www.urdumasala.com

باشندوں جیسا تھا۔

''اپنی شناخت بتاؤ؟'' خشک لہجے میں سوال کیا گیا۔

''ایگل۔۔۔کیٹ۔۔۔'' جواب سنجیدگی سے دیا گیا۔

''کوئی سراغ ملا؟''

''نو سر۔۔۔لیکن دوسری پارٹیاں بھی مصروف عمل ہیں ہم انہیں زندہ یا مردہ گرفتار کرنے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے''۔

''تمہیں خوبرو حسینہ کو ہر قیمت پر زندہ رکھنا ہے۔ وہ ہمارے لیے سب سے اہم ہے۔اوور اینڈ آل''۔

ٹرانسمیٹر کا رابطہ ختم ہو گیا تو سنہری فریم والے نے اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنی مخصوص زبان میں کہا۔

''تم نے ہمارے اس مشن کے لیے یہ موٹر بوٹ حاصل کر کے جو شاندار کارنامہ انجام دیا ہے اس کے لیے تم ایک بڑے انعام کے

مستحق ہو''۔

''شاید آپ کا خیال درست ہو لیکن مجھے روحانی خوشی اس دن حاصل ہو گی جس دن ہم اپنی فتح کا یادگار جشن منائیں گے''۔

مورگن ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن کر خوف سے لرز اٹھا' وہ پوری طرح اس بات کی تہ تک پہنچ گیا تھا کہ۔۔۔وہ سرفروش مجاہدین کے چنگل میں بری طرح پھنس چکا ہے۔ اسے خطرہ تھا کہ انہوں نے اس کی اصلیت جان لی تو پھر اس کا انجام کس قدر عبرتناک ہو گا۔

''گل پری کی بازیابی پر سردار بھی ضرور جشن کا اہتمام کرے گا'' ایک اور شخص بولا۔

''نہیں۔۔۔'' سنہری فریم والے نے سپاٹ اور فیصلہ کن لہجے میں کہا ''سردار کو صرف گل پری کی بازیابی کی اطلاع ملے گی۔۔۔گل

پری نہیں‘‘۔

’’یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟‘‘ موٹر بوٹ چلانے والے نے حیرت کا اظہار کیا۔

’’وہی جو وقت کا تقاضا ہے۔۔۔‘‘ سنہری فریم والے نے بدستور ٹھوس آواز میں جواب دیا ’’گل پری کو سپر پاور کے سامراجیوں نے جس مقصد کے لیے روبوٹ بنایا تھا اگر وہ اپنی اس گھناؤنی چال میں کامیاب ہو جاتے تو شاید مجاہدین کے درمیان دراڑیں پڑ جاتیں۔ بہت سے شکوک و شبہات سر ابھار سکتے تھے مگر اب ایسا نہیں ہوگا۔ ہم گل پری کو انہیں دشمنوں کے خلاف بطور روبوٹ استعمال کریں گے جنہوں نے ہماری صفوں میں پھوٹ ڈالنے کا خواب دیکھا تھا‘‘۔

’’کیا سردار اس فیصلے کو قبول کرے گا؟‘‘

’’اسے کرنا ہوگا۔۔۔ بلکہ مجھے یقین ہے کہ اس کا سینہ فخر سے اور کشادہ ہو جائے گا۔۔۔ اس لیے کہ گل پری جس جہاد میں کام آئے گی وہ قدرت کی طرف سے سب سے بڑا انعام ہوگا‘‘۔

مورگن کے دل کی دھڑکنیں ہر لمحہ تیز سے تیز ہو رہی تھیں اس نے اپنے دائیں بائیں بیٹھے افراد کا جائزہ لیا وہ بظاہر اس سے غافل ہی نظر آ رہے تھے۔ مورگن کے لیے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا ’’ابھی یا کبھی نہیں‘‘۔ کا خیال اسے فرار پر اکسا رہا تھا۔ اس نے اپنے جسم کو ایک ذرا دایاں سمت موڑا لیکن اس سے پیشتر کہ سمندر میں غوطہ لگانے کی تکمیل کر پاتا، سنہری فریم والے کی سرسراتی ہوئی تیز آواز اس کے کانوں میں ٹکرائی۔

’’نہیں زرغام۔۔۔ تم ہمارے ہاتھوں سے بچ سکو گے؟ یہ خیال ذہن سے نکال دو‘‘۔

"چلو مان لیتے ہیں۔۔مگر کیا تم سی ماسٹر سے فرار ہونے کی کوئی معقول وجہ پیش کر سکو گے؟" سنہری فریم والے کے طرزِ تخاطب میں ایسی کاٹ تھی کہ وہ لرز کر رہ گیا۔فوری طور پر کوئی جواب نہیں دے سکا۔

"میں تمہارے لیے سزائے موت کا فیصلہ کر چکا ہوں۔اس میں ترمیم یا رعایت کی کوئی گنجائش نہیں ہے"۔

"لل۔۔۔لے۔۔۔کن میرا قصور کیا ہے؟"۔

"اس خون سے غداری جو تمہاری رگوں میں دوڑ رہا ہے"۔سنہری فریم والے نے ہونٹ چباتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں اپنی بات جاری رکھی "کیا یہ غلط ہے کہ تم نے سپر پاور کی سرزمین پر ہی سہی لیکن ایک مسلمان خاندان کے گھر آنکھ کھولی تھی۔تمہارے کانوں میں سب سے پہلے اذان کی آواز گونجی تھی لیکن تم نے اپنے مسلمان ہونے

کا حق کبھی ادا نہیں کیا۔دولت کی ہوس نے تمہیں جرائم کے راستے کا مسافر بنا دیا۔تم آہستہ آہستہ زیرِ زمین کام کرنے والوں کے لیے ایک آلہ کار بن گئے۔تم نے دولت کے لالچ میں اپنا نام ہی نہیں۔اپنا مذہب بھی بدل دیا"۔

"مم۔۔میں تمہاری معلومات سے انکار نہیں کروں گا لیکن"۔

"اپنی ناپاک زبان بند رکھو۔۔" سنہری فریم والے کا لہجہ بڑا حقارت آمیز تھا۔اس نے خونخوار نظروں سے مور گن (زر غام) کو گھورتے ہوئے نہایت سفاک انداز میں کہا "تم نے سپر پاور کی جس سرزمین پر آنکھ کھولی اس کے بھی وفادار نہ رہ سکے۔اب کیا مجھے یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تم نے ایک یہودی تنظیم سے ایک کروڑ غیر ملکی کرنسی کے عوض گل پری کو اغوا کر کے ان کے حوالے کرنے کا معاہدہ کیا تھا"۔

www.urdurasala.com

زرغام (مورگن) کے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہیں تھی، موت کے بھیانک تصور نے یکلخت اسے بزدل بنا دیا۔ اسے بخوبی علم تھا کہ سرفروش مجاہدین مٹھی بھر ہونے کے باوجود سپر پاور کو تگنی کا ناچ نچا رہے تھے۔

"برادر۔۔۔" اس نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا "میں رحم کی درخواست کروں گا"۔

"ناممکن! ہم وطن اور اسلام کے ساتھ غداری کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کر سکتے"۔ اپنا جملہ ختم کرتے ہی اس نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور زرغام کے برابر بیٹھے شخص نے اتنی چابکدستی اور تیزی سے اس کی گردن کے گرد اپنے ہاتھ کا پھندا ڈالا کہ وہ بوکھلا کر رہ گیا۔ خود کو بچانے کی خاطر اس نے پوری طرح زور لگا کر مچلنا شروع کر دیا۔ لیکن ایک مجاہد کی گرفت اس کے لیے پھانسی کا پھندا بن گئی۔

زرغام کے حلق سے گھٹی گھٹی خرخراہٹ کی اذیت ناک آوازیں نکلتی رہیں پھر جب اس کی آنکھیں ابل کر حلقے سے باہر نکل آئیں اور گردن ایک طرف ڈھلک گئی تو اس کی لاش کو سمندر کی موجوں کے حوالے کر دیا گیا۔

"ہمیں ساحل تک پہنچنے میں کتنا وقت اور لگے گا"۔ تھوڑے توقف کے بعد سنہری فریم والے نے موٹر بوٹ چلانے والے مجاہد سے دریافت کیا۔

"میری کوشش ہے کہ صبح کا اجالا پھیلنے سے پہلے ایک ایسے منتخب مقام تک پہنچ سکوں جہاں نہ صرف موٹر بوٹ کو دشمنوں کی نظروں سے چھپایا جا سکتا ہے بلکہ ہم بھی کچھ دیر آرام کر کے تازہ دم بھی ہو لیں گے"۔

"کیمپ نمبر تھری کے بارے میں کوئی اطلاع؟" اس بار اس شخص

کومخاطب کیا گیا جس نے زرغام کوٹھکانے لگایا تھا۔

''میں نے آپ کا پیغام مجاہدین تک پہنچا دیا تھا لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا''۔

سنہری فریم والے نے خاموشی اختیار کر لی۔ وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ اس کی کشادہ پیشانی پر بار بار سلوٹیں ابھرتیں پھر غائب ہو جاتیں۔ موٹر بوٹ طوفانی انداز میں سمندر کو چیرتی ہوئی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ خاصی دیر تک مکمل خاموشی طاری رہی۔ گل پری خود کو آزاد کرنے کی خاطر مچلتی رہی پھر شاید نڈھال ہو کر اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اس کے چہرے پر معصومیت اور الجھن کے ملے جلے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

اچانک زرغام کو موت کے گھاٹ اتارنے والے کو اپنے ٹرانسمیٹر پر سگنل ملنے شروع ہوئے تو اس نے جلدی سے اسے آن کر کے منہ

کے قریب کر لیا۔۔۔ ''کیا خبر ہے؟''

موٹر بوٹ پر موجود سب افراد چونک کر بیدار ہو گئے۔ ہر شخص کسی اہم اطلاع سننے کے لیے بے چین نظر آنے لگے۔

''ہم نے دشمن کے بارودی اسلحہ کے ذخیرے کو تباہ کر دیا ہے۔ کیمپ نمبر تھری میں بھی بڑے پیمانے پر حملہ کیا گیا تھا۔ ہمارے آٹھ دس مجاہد شہید ہو گئے لیکن سپر پاور کی کمر توڑنے کے لیے جو جہاد کیا گیا، وہ پوری طرح کامیاب رہا۔ ہم اس وقت اپنی پناہ گاہ میں واپس آ گئے ہیں۔ کچھ دیر بعد دوبارہ رابطہ قائم کریں گے''۔

''زندہ باد۔۔۔ مجاہدین زندہ باد۔۔۔'' سنہری فریم والے نے مدھم آواز میں کامیابی کا نعرہ بلند کیا تو اس کے باقی ساتھی بھی۔ اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ سب کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

''کفر اور ایمان کی یہ جنگ کب ختم ہو گی؟'' ایک شخص نے آسمان کی طرف نظر اٹھاتے ہوئے کہا۔

''اس وقت تک جب ہم کافروں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں کر دیں گے''۔ سنہری فریم والے نے ٹھوس آواز میں کہا ''ہم جو جہاد کر رہے ہیں، اس میں کسی خسارے کا کوئی امکان نہیں۔ مر گئے تو شہید زندہ رہے تو غازی۔۔۔ قدرت کا یہ انعام مجاہدین کے دلوں کو ہمیشہ گرماتا رہے گا۔ آخری سانسوں تک ان کے جوش اور ولولوں کو زندہ رکھے گا''

☆☆☆☆

ختم شد

www.urdurasala.com